تاریخ مرزا، مرزا غلام احمد قادیانی کے اہم واقعات زندگی کی تاریخ مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے مرتب کی ہے،

ذکر اس پری وش کا اور پھر بیان اپنا … بنگیا رقیب آخر تھا جو رازدان اپنا

مولانا ابوالوفا اس میدان کے مرد ہین، اور قادیانی لٹریچر کے سب سے بڑے نقاد ہین، اسلئے انکے قلم سے اس موضوع پر جو کچھ نکلا ہے وہ ایک مستند ذریعۂ معلومات ہے، جا بجا مرزا صاحب کی تحریرون کے حوالے ہین اور جو بات لکھی ہے وہ اصل ماخذ کا پتہ دیکر لکھی ہے، بہتر ہوتا کہ بجاے صرف چند موٹے موٹے اہم واقعات لینے کے انکے حالات واخلاق پر بھی نظر ڈالی جاتی، گو مرزا صاحب کے دعوہاے نبوت کی ارتقائی حالت اور انکی پیشگوئیون کی پوست کندہ کیفیت اس تاریخ مین بھی نمایان نظر آتی ہے، صفحات ۴۶، لکھائی چھپائی، کاغذ معمولی، قیمت ۸ر پتہ :- دفتر اہلحدیث امرتسر۔

نکاح مرزا، مرزا صاحب کے واقعات زندگی مین محمدی خاتون کے نکاح کی پیشگوئی کے غلط ہوجانیکا واقعہ نہایت اہم ہے، مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب نے اس واقعہ کے ہر پہلو کو تحریری ثبوت سے منکشف کیا ہے، قیمت ۲ر پتہ : دفتر اہلحدیث امرتسر،

بچون کا پہلا سال، بچون کی ایک سال کی عمر تک تربیت کیونکر ہونی چاہیئے، اس موضوع پر مس ایڈا ایس ہیلن، ایڈیٹر "بے بی دی مدرز میگزین" (بچون والی ماؤن کا رسالہ) کے رسالہ فرسٹ ایر آف بی بیز لائف (بچہ کی زندگی کا پہلا سال) کا ترجمہ، از جناب تنبیر حسن صاحب مارہروی، رسالہ ایک ضروری موضوع پر ہے، تقطیع خرد، ۸۰ صفحے، قیمت ۴ر، پتہ : نفیس اسٹور، کھکری، ڈاکخانہ مارہرہ، ضلع ایٹہ،

تمدن، رسالہ تمدن جو پچھلے زمانہ مین لکھنؤ سے نکلتا تھا، جسکی قبر دلی مین جاکر سو رہا تھا، اس عرصہ مین تمدن کے ایڈیٹر قاری عباس حسین صاحب قوم نکالتے رہے، پنجاب کی قیامت مین قوم مرگیا اور اسکے بجاے تمدن پھر اٹھ بیٹھا اسد فعہ تمدن مین ایک نئی جدت یہ کیگئی ہو کہ ادبی وعلمی مضامین کے ساتھ سیاست کی چاشنی بھی آمیز کیگئی ہے، قیمت ۳ سالانہ، پتہ : ضیا محل دہلی

جلد چہارم | ماہ محرم ۱۳۳۸ھ اکتوبر ۱۹۱۹ء | عدد چہارم

مضامین

شذرات

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر نہ صرف شاہان اسلام مین بلکہ تمام سلاطین عالم مین تنہا شخص
جسکے نج کے خطوط اور تحریرین دنیا مین محفوظ ہین، یہ خطوط اور تحریرین نہ صرف ادبی و اخلاقی حیثیت سے
بلکہ تاریخی حیثیت سے بھی نہایت اہم ہین اور اس لائق ہین کہ اُنکی حفاظت کا سامان کیا جائے، ہمارے
بزرگون نے تو اسکی قدرشناسی یہانتک کی کہ اُسکے ایک مجموعہ کو لڑکون کے نصاب تعلیم مین داخل کیا
عالمگیر کے ان رقعات کے چار مجموعے ہین، کلمات طیبات، دستور العمل آگہی، رقائم کرائم اور
آداب عالمگیری، دوسرا مجموعہ ایک ہندو راجہ اجیامل کا ترتیب دلایا ہوا ہے، عام طور سے بازارون
مین جو چھپا ہوا مجموعہ ملتا ہے وہ کلمات طیبات ہے، بقیہ تین مجموعے اب تک چھپے نہین ہم نے ارادہ کیا
ہے اور اکثر ارکان دارالمصنفین نے پسند کیا ہے کہ ایک عمدہ ترتیب کے ساتھ ان چارون مجموعون
کو ایک کرکے نہایت اہتمام سے ایک مکمل رقعات عالمگیری طیار کی جائے، چنانچہ چند مہینون سے
مولوی ابوالحسنات صاحب رفیق دارالمصنفین اس کام کو انجام دے رہے ہین،

اس وقت تک کتاب مذکور کے حسب ذیل نسخے فراہم ہو چکے ہین، دستور العمل کے دو نسخے ایک
مملوکہ دارالمصنفین اور دوسرا مرسلۂ مولانا حبیب الرحمان خان شروانی، رقائم کرائم کا نسخہ ندوہ کے
کتبخانہ سے آیا ہے، آداب عالمگیری، ایشیاٹک سوسائٹی بنگال مین ہے، ایک اور ناتمام نسخہ
دیسنہ (بہار) کی لائبریری سے آیا ہے، اگر ہمارے ناظرین مین سے کوئی صاحب کسی نسخہ کا پتہ

دے سکین تو عنایت ہوگی، سنا ہے کہ ایک عمدہ نسخہ، ٹونک مین موجود ہے،

مطبوعات و تالیفات اردو کی ایک مبسوط فہرست کی جسمین تمام ضروری معلومات ہون،
ایک مدت سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی انجمن ترقی اردو کی طرف سے یہ کام شروع بھی کر دیا
گیا تھا، لیکن بعض اتفاقات سے رُک گیا، امسال دو صاحبون نے اس اہم کام کا بیڑا اُٹھایا، ایک
شمالی ہند مین ہین دوسرے جنوبی ہند مین، یعنی جناب شبیر حسن صاحب مارہروی (کلرک ڈاک خانہ مارہرہ
ضلع ایٹہ) دوسرے جناب پروفیسر سجاد مرزا بیگ (بازار عیسیٰ میان حیدرآباد دکن) دونون صاحبون کے
خطوط آئے ہین کہ انھون نے کام کا معتدبہ حصہ ختم کیا ہے پروفیسر صاحب لکھتے ہین کہ

"مولوی شبلی صاحب کے ایما سے راقم نے اس کام کو شروع کیا اور اسی سال اسکا ایک
حصہ تیار بھی کر لیا تھا جسکا ذکر مولوی صاحب موصوف نے رپورٹ انجمن ترقی اردو سنہ ۱۹۰۳
مین فرمایا تھا، کچھ مدت کے بعد مولانا مرحوم حیدرآباد سے تشریف لے گئے انجمن نے ادھر
زیادہ توجہ نہ کی اور مین دوسرے کامون مین مصروف ہو گیا"

بہرحال حضرات ارباب مطابع، اور مصنفین سے درخواست ہے کہ وہ اپنی مطبوعات و تالیفات
کے متعلق ضروری معلومات جسکا خاکہ دونون صاحبون سے طلب کرکے اُنکے پاس بھیجدینا چاہئے
ایک موضوع پر دو کتابین دو مصنفون کی اگر تیار ہو جائین تو کیا بُرا ہے،

اُردو زبان خود بخود چپ چاپ ترقی کر رہی ہے، اطراف ملک کی تحریری اطلاعات سے
اسکے متعلق اکثر خوش کن خبرین معلوم ہوتی رہتی ہین، ہندوستان سے باہر رنگون مین اُردو کا
ایک عمدہ کتبخانہ شبلی لائبریری کے نام سے چند سال سے قائم ہوا ہے، جسمین ہر قسم کی مطبوعات

چند ہزار کی تعداد مین موجود ہین اور اس سے زیادہ خوشی یہ ہے کہ سال مین سیکڑون کی تعداد
مین وہ پڑھی جاتی ہین، مرہٹی کے دار الحکومت پونہ مین دکن انسٹی ٹیوٹ کے نام ایک سالہ گیزین
اور دار المطالعہ چار پانچ برس سے قائم ہے، گذشتہ سال دکن کالج پونہ مین جہان پہلے اُردو کا ایک
صفحہ بھی نہین تھا، طلبا نے ایک اُردو لائبریری قائم کی ہے، جسمین تمام اعلی لٹریچر جمع کر لیا ہے اور
خوشی کے ساتھ اُسکو پڑھتے ہین، قلب بہار اشٹر مین چند اسکول کے لڑکون نے جلگاؤن مین
ایک کتبخانہ قائم کیا ہے، انتہا ہے ہند مین بلگام مین کتبخانہ رزاقیہ کے نام سے ایک صاحب نے
اُردو کے تمام مطبوعات کا ایک ایک ورق جمع کیا ہے، جسکو اجلاس ندوہ کے زمانہ مین دیکھکر
خوشی ہوئی اسی کے پاس ہلیال مین ہمارے ایک عزیز نے اپنی ذات سے اُردو کتابون کا
اچھا خاصہ خزانہ جمع کیا ہے، بڑودہ مین نواب سید صدر الدین نے اُردو کا بہترین مجموعہ فراہم کیا
ہے، گجرات مین بھاؤنگر کے بہاؤ الدین کالج مین طلبہ نے اُردو کتبخانہ کی بنا ڈالی ہے درسنہ بہار
جو میرا وطن ہے ۱۸۹۹ع سے وہان طلبہ نے اپنے طالب علمانہ مصارف سے بچا بچا کر ایک اردو
کتبخانہ کی ہستی قائم کی، جسمین اب اُردو زبان کی تمام عمدہ کتابین موجود ہین، اور اسوقت اُنکی
تعداد دو۲ تین ہزار کے قریب ہے،

فطرت کی فیاضیان بعض مرتبہ انسان کو محو حیرت بنا دیتی ہین۔ مسٹر اے، اے، دت
جبلپور کے ایک بیرسٹر کے صاحبزادہ ہین، جنکی عمر اسوقت کل ۱۰ سال کی ہے، بچپن مین کچھ روز
لندن کے ایک اسکول مین گذرے ۱۹۰۵ء مین والد نے وطن واپس بلا لیا۔ کیمسٹری (کیمیا) بات کی
طبیعت کو شروع ہی سے خاص مناسبت تھی۔ باپ نے بہ کمال دانائی تجربات و تحقیقات کے
لئے آزاد چھوڑ دیا، اور صاحبزادہ دشت و صحرا، انجار و معادن کے مکتب مین اوراق فطرت کا
مطالعہ کرنے لگے۔ اس پر ہنوز دو برس نہین گذرے تھے، کہ ایجاد و اکتشافات کے جوہر چمکنے لگے۔
۱۹۰۸ء ابھی ختم نہین ہوا تھا، کہ لندن کے "پیٹنٹ آفس" مین متعدد ایجادات و اختراعات اس طفل
ذہین کے نام سے منسوب ہو گئے، اور اسوقت سے یہ سلسلہ برابر قائم ہے۔ کیمیا وی اصلاح مین میتھین
ایک خاص ہوا (گیس) کا نام ہے، جو دلدل مین پائی جاتی ہے، اور اسکا ذخیرہ قدرتی طور پر کوئلہ اور تیل
کی کانون مین موجود رہتا ہے، دت نے مصنوعی تدابیر سے اسکے پیدا کرنے کا نہایت آسان و کم خرچ
طریقہ دریافت کیا ہے، جس سے صنعت و حرفت مین بے انتہا سہولتین پیدا ہو جائینگی، اور کاروباری
طبقون کو ایک نعمت غیر مترقبہ ہاتھ آ جائے گی، اسی طرح پوٹاش، الومنیم، برافین، وغیرہ متعدد موجودات
کیمیاوی سے متعلق دت نے اکتشافات و اختراعات کا ایک غیر منقطع سلسلہ قائم کر دیا ہے، جس سے اندازہ
کیا جاتا ہے کہ صنعت و حرفت کی اقلیم مین ایک انقلاب برپا ہو جائے گا،
ماہرین سائنس کہتے ہین کہ یہ "فتنہ" جب بختگی پر پہنچکر "قیامت" بنیگا، تو معلوم نہین کیا قیامت
برپا کر دے، اشکسپیر نے سچ کہا ہے کہ فطرت کے بیشمار عجائبات ایسے ہین، جو انسان کے وہم و قیاس
سے بھی بالاتر ہین

لیکن سائنس کے کارنامے بھی کرشمہ ہاے فطرت سے کچھ کم عجیب نہین ہوتے۔ جو چیزین کل تک
ناممکن تھین، آج انکا امکان ہی نہین، بلکہ وقوع، مشاہدہ و تجربہ مین آ رہا ہے، بحر اوقیانوس (اٹلانٹک)
کا طول تقریباً ۳ ہزار میل ہے۔ اس بحر زخار کو عبور کرنے سے انسان کی ہمت صدیون تک جواب
دیتی رہی۔ تا آنکہ آج سے چار سو برس پیشتر کولمبس کے عزم و ولولہ نے اس معرکہ کو سر کیا۔ اب آمد و رفت
کا سلسلہ شروع ہوا، اور جہاز ۷۰ دن کی مدت مین یہ مسافت طے کرنے لگا، تین صدیون کے بعد ترقی
نے قدم آگے بڑھایا، اور اب یہ سفر ۳۰ دن مین ہونے لگا۔ انیسوین صدی حیرت انگیز ترقیون کی صدی تھی

بیسوین صدی کی ابتدا مین یہ مدت سفرگھٹ کر ۶ روز کی رہ گئی، قوت جہازرانی کے لئے یہ معراج کمال تھی، اور اس قلیل مدت مین مزید تخفیف کی گنجایش ناممکن تھی۔ لیکن حال مین ہوائی جہاز کی پرواز نے اس ناممکن کو ممکن کردیا، اب یہ ۴ ہزار کی مسافت کُل ۱۷ گھنٹہ مین طے ہوسکتی ہے اور توقع ہے کہ کچھ عرصہ مین اس سے بھی کم وقت صرف ہو!

ماہ اگست مین علمی دنیا کا سب سے بڑا حادثہ پروفیسر ہیکل کی وفات ہوا، پروفیسر موصوف ڈارون وہکسلی کا ہمعصر اور بہ لحاظ شہرت و وقعت اُنکا ہمسر تھا۔ وفات کے وقت اسکی عمر ۸۵ سے متجاوز تھی، ہیکل کا وطن جرمنی تھا، لیکن اسکی عظمت تمام دنیا مین مُسلّم تھی، اور سائنس کی دنیا مین کوئی شخص اگر اسوقت استاذ الاساتذہ کی حیثیت رکھتا تھا، تو ہیکل تھا، اسکا اصلی مضمون بیالوجی (علم الحیات) تھا، جس مین اُسے متعدد اکتشافات و مجتہدانہ نظریات کا شرف حاصل ہے، لیکن اسکے علاوہ فلسفہ وغیرہ مین بھی اسکی تصانیف موجود ہین اسکی ایک مشہور کتاب اُردو مین بھی "معمائے کائنات" کے عنوان سے زیر ترجمہ ہے،

اجتماعیات کا ایک مُسلّم مسئلہ ہے کہ جذبات سیاسی سے ارباب علم و فکر کی بھی عقل مغلوب ہوجاتی ہے، اس کلیتہ کی ایک عجیب و دلچسپ مثال حال مین ملی ہے۔ ٹیگور کے کمالات ادبی کا یورپ بار بار عملاً اعتراف کرچکا ہے، اُسکے ادب و انشا پردازی کی داد وہان کے بہترین ناقدین فن بار بار دے چکے ہین، لیکن یہ وہ زمانہ تھا جب ٹیگور "سر" رابند ناتھ ٹیگور تھا، یا اور پیشتر جب وہ سیاسی معاملات سے قطعاً بے تعلق رہتا تھا۔ مگر اب جبکہ اُسنے "سر" کا طرۂ امتیاز اپنے سر سے اُتار ڈالا ہے، اور کبھی کبھی سیاسی معاملات مین بھی اظہار رائے شروع کردیا ہے، تو دفعتہً اُسکے تمام کمالات برخاک

[illegible] ہوجاتی ہے، اسکا تازہ افسانہ "دی ہوم اینڈ دی ورلڈ" (اپنا گھر اور دنیا) ایک ادنیٰ قسم کی کوشش [illegible] جاتی ہے جسکا پلاٹ تک درست نہین، اور اسکی انگریزی "بابو انگلش" ہوجاتی ہے! یہ تنقید [illegible] متعصب اینگلو انڈین کے قلم سے نہین نکلی۔ بلکہ لنڈن کے مشہور علمی ہفتہ وار اتھینیم مین شائع [illegible] ہے، جو علم و ادب کا ایک اعلیٰ نقاد سمجھا جاتا ہے! بہتر یہ ہوگا کہ ٹیگور اتھینیم کے دفتر مین جاکر [illegible] انگریزی ابجد سے اپنی تعلیم از سر نو شروع کرین!

[illegible] لالاجپت رائے، اس فرقہ (آریہ سماج) کے ایک ممتاز رُکن ہین جو مسلمانون سے عداوت [illegible] ہین، ضرب المثل ہے، اور خود لالہ صاحب کی زندگی مین بھی آج سے پیشتر مسلمانون کے ساتھ [illegible] ہمدردی کی شاید کوئی نظیر نہ مل سکے۔ لیکن مغرب کا جو طرز عمل مسلمانون کے ساتھ ہے، اس سے لالہ صاحب تک متاثر ہوے، اور وہ بہ کمال منت و الحاح مسلمانان ہند سے اپیل کرتے ہین [illegible] اگر دنیا مین اپنا وجود قائم رکھنا ہے، تو امریکہ مین فوراً اپنے کچھ نمایندے بھیجنا چاہئے۔ لالہ صاحب کی [illegible] عنایت و ہمدردی کا خلوص قلب سے شکریہ، لیکن کیا خود مسلمان اسکے مستحق ہین کہ کوئی انکے ساتھ ہمدردی کرے؟ جو قوم خود اپنی مدد نہین کرتی، اُسکی مدد دوسرے انسان تو کیا خدا بھی [illegible] نہین کرتا۔ جو قوم خود مدتون حکومت کے آغوش شفقت مین حرکت کرتی رہی، اور اب ہمسایہ اقوام [illegible] کے لئے بار دوش ہورہی ہے، اور لطف یہ کہ اس تمام فعل و حرکت کو "اپنی" حرکت سمجھتی ہے، وہ کبھی بھی اپنے پیرون پر کھڑی ہوسکتی ہے؟ کشمکش حیات مین اسے اپنی ہستی قائم رکھنے کا [illegible] کو بھی حق رہتا ہے؟ بیچارگی و بیکسی کی انتہائی صورت یہ ہوتی ہے، کہ دشمن کو بھی رحم آجائے [illegible] "قوم" کو اب حاصل ہوگیا ہے۔

لنڈن یونیورسٹی برطانیہ مین سب سے پہلی یونیورسٹی ہے جس نے اپنے ہان فن صحافت (جرنلزم) کی تعلیم کا باضابطہ انتظام شروع کیا ہے، اس ڈپلوما کے تعلیمی سال کا آغاز اسی ماہ اکتوبر سے ہوا ہے، مدت تعلیم دو سال رہے گی، گو مخصوص صورتون مین اس مین کمی بھی ہوسکتی ہے۔ داخلہ کے وقت عمر ۱۸ سال سے کم نہ ہونا چاہیے، اور تعلیمی سطح ایک خاص حد تک بلند ہونا چاہیے، نصاب درس کے دو شعبے ہین، لازمی، اختیاری، لازمی مضامین حسب ذیل ہین،

(۱) انگریزی، ادب وانشا۔

(۲) تاریخ علوم،

(۳) تاریخ، فلسفہ سیاست،

(۴) اصول تنقید (اور انکی عملی مشق)

شعبۂ اختیاری مین مضامین ذیل سے کوئی تین چیزین انتخاب کرنا ہونگی:۔

(۱) انگریزی ادب، وتنقید ادبی۔

(۲) تاریخ،

(۳) السنۂ حالیہ (فرنچ، جرمن، روسی، اطالوی اور اسپینی زبانین)

(۴) فلسفۂ سیاست،

(۵) اقتصادیات،

(۶) علم الحیات،

(۷) طبعیات وکیمیائیات،

(۸) نفسیات،

(۹) فلسفہ،

"خدانخواستہ" اس قسم کی کوئی درسگاہ اگر ہندوستان مین کھل گئی تو علے العموم ہمارے اردو معاصرین کا کیا حشر ہوگا؟

کچھ عرصہ ہوا کیمبرج یونیورسٹی کے ارباب حل وعقد نے یہ اپیل پیش کیا کہ یونیورسٹی مین ایک مستقل کیمیکل اسکول (عمل کیمیاوی) نہ ہونے سے صنعتی ترقیان رکی ہوئی ہین اپیل کا شائع ہونا تھا، کہ چار عالی مرتبت تجارتی کمپنیون کے ڈائرکٹر آگے بڑھے، اور پچاس پچاس ہزار پاونڈ کی طلائی تھیلیان یونیورسٹی کے دروازے پر رکھ گئے، ۱۰ ہزار پاونڈ کی رقم ایک اور فیاض بزرگ نے پیش کی، اور اسطرح بات کی بات مین ۲ لاکھ ۱۰ ہزار پاؤنڈ (۳۱۵۰۰۰۰ روپیہ) کا سرمایہ فراہم ہوگیا!

زندہ قومون سے حسد ورشک رکھنے کے بجائے شاید یہ بہتر ہو کہ انکے اسباب حیات پر غور کیا جائے، اور اگر خود بھی زندگی مقصود ہے تو انکی تقلید کی جائے،

دربار میسور نے جو تعلیمی اسکیم شائع کی ہے، اسکا ایک قابل لحاظ جزو یہ ہے کہ پانچ برس کے اندر علاقہ ریاست مین کوئی موضع وقریہ جسکی آبادی دوسو نفوس پر مشتمل ہو، بغیر ایک اسکول کے نہ رہ جائیگا، اور اس حساب سے ابتدائی مدارس کی مجموعی تعداد ۱۰ ہزار تک پہنچ جائیگی! آج سے دس سال پیشتر تعلیم کی مد میں ریاست ۱۰ لاکھ سالانہ صرف کرتی تھی، آج اسکی تعداد ۲۶ ۳ لاکھ ہے، اور اس جدید اسکیم کے مطابق پانچ سال کے اندر اسکی میزان ۴۰ لاکھ تک پہنچ جائے گی! ترقی کی رفتار عمل اگر دیکھنا ہے تو ہندوستان سے باہر بھی نگاہ دوڑانے کی ضرورت نہین۔

مقالات

مجسمہ اور تصویر کے متعلق اسلام کا شرعی حکم

گذشتہ مضمون کے آخر مین یہ دکھایا گیا تھا کہ از روے احادیث و آثار کس قسم کی تصاویر پرسے مستثنیٰ ہین، اس سلسلہ مین گیارہ واقعات لکھے گئے تھے، آج اُسی سلسلہ مین چند واقعات کا اور اضافہ ہوتا ہے،

۱۲ - حضرت ابوطلحہ انصاری، بیمار پڑے تو حضرت سہیل بن حنیف اُنکی عیادت کو گئے، اسی اثناء مین حضرت ابوطلحہ نے ایک آدمی بلاکر کہا کہ نیچے کا قالین نکال لو، حضرت سہیل نے کہا کہ آپ اسکو کیون نکلواتے ہین، فرمایا اس مین تصویرین بنی ہین، اور اسکے متعلق آنحضرت صلعم کا جو ارشاد ہے وہ آپ کو معلوم ہے، حضرت سہیل نے کہا، لیکن آپ نے یہ بھی تو فرمایا ہے - الا رقما فی ثوب یعنی کپڑے مین نقش ہو کر ہو تو جائز ہے" فرمایا" ہان یہ سچ ہے لیکن میرے دل کو یہی زیادہ پسند ہے"

یہ حدیث ترمذی مین ہے اور امام نے اُسکو "حسن و صحیح" لکھا ہے، اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ مین نے پہلے لکھا ہے کہ جواز کے باوجود احتراز و احتیاط اولیٰ ہے،

علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین دو اثر اور لکھے ہین،

۱۳ - حضرت ابوہریرہ کی انگوٹھی مین جو نگینہ تھا، اسمین دو مکھیون کی تصویرین بنی تھین،

۱۴ - حضرت عمر کے زمانہ مین ایک انگوٹھی دستیاب ہوئی تھی، جسکے متعلق یہ معلوم ہوا تھا کہ یہ دانیال نبی کی

انگوٹھی ہے اوسکے نگینہ مین ایک مرقع تھا، دو شیر داہنے بائین کھڑے تھے، بیچ مین ایک لڑکا تھا، حضرت عمر نے یہ انگوٹھی حضرت ابوموسیٰ اشعری کو عنایت فرمائی،

اکثر محدثین اور فقہا نے جواز و عدم جواز تصاویر کے باب مین ذی روح اور غیر ذی روح کی تفریق کی ہے، اور لکھا ہے کہ غیر ذی روح تصاویر اسلئے جائز ہین کہ وہ پوجی نہین جاتین" لیکن میرے نزدیک یہ تفریق صحیح نہین، صحیح یہ ہے کہ قابل عبادت اور غیر قابل عبادت کی تفریق کی جائے، ہندوستان کے لوگ جانتے ہین کہ اس ملک کے کتنے فرقے درخت پرستی مین مبتلا ہین، اس بنا پر کیا اُن خاص درختون کی تصویر کشی جائز قرار دی جائے گی کہ وہ غیر ذی روح ہین؟ مین اپنے دعوے پر حدیث ذیل سے استدلال کرون گا،

ان رسول اللہ صلعم کان لا یترک فی بیتہ شیئا فیہ صلیب الا نقضہ (کتاب اللباس)

آنحضرت صلعم اپنے گھر مین کوئی ایسی چیز نہین چھوڑتے تھے، جسپر صلیب بنی ہو لیکن اُسکو مٹا دیتے تھے،

یہ حدیث صحیح بخاری، ابوداود، مسند احمد، اور نسائی مین ہے، ان مین سے بعض روایتون مین "چیز" کے بجائے "کپڑے" کی تخصیص ہے، ترمذی (تفسیر سورہ توبہ) مین ہے کہ حضرت عدی بن حاتم جب حاضر خدمت ہوئے تو چونکہ وہ پہلے عیسائی تھے، اسلئے اُنکے گلے مین صلیب پڑی تھی، آپ نے فرمایا اے عدی! اپنے گلے سے اس بُت کو اتار ڈالو" ان احادیث سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ غیر ذی روح بھی اگر عبادت مشرکانہ کے کام مین آتا ہو تو اسکی تصویر کشی بھی ناجائز ہے، اور وہ بھی بُت کے حکم مین ہے،

اس تفریق کی صحت کے ثبوت مین ایک اور واقعہ سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے، حضرت عمر کے زمانہ مین جب صحابۂ کرام نے پایۂ تخت کسریٰ (مداین) کو فتح کیا ہے اور ایوان شاہی مین داخل ہوئے تو اسمین جابجا سوارون اور پیادون کے مجسمے اور تصویرین تھین، ان بزرگون نے انکو اسی طرح

چھوڑ دیا اور وہین نماز شکرانہ ادا کی، امام طبری نے اس واقعہ کو تاریخ مین لکھا ہے[1] (صفحہ ۲۴۰۴ یورپ)

اسکے برخلاف حضرت عمر کو شام مین ایک واقعہ پیش آیا، شام کے عیسائیون نے آپکے کنیسہ مین حضرت عمر کو مع مسلمان امرا کے دعوت دی، آپ نے فرمایا،

انا لا نستطیع ان ندخل کنائسکم هذه مع الصور التی فیها

ہم تمہارے کنیسون مین اُن تصویرون کے ہوتے ہوے وہان ہین نہین جا سکتے.

اس واقعہ کو امام شافعی نے کتاب الام مین بسند (فیہ ابن اسحاق) نقل کیا ہے، اور سنن کبریٰ بیہقی باب دعوۃ الذمی مین موجود ہے صحابہ کے اس اختلاف طرز عمل کا سبب یہی ہے کہ ایوان کسریٰ کے مجسمے یا تصویرین مشرکانہ نہ تھین اور ان عیسائی کنیسون کے مجسمے اور تصویرین مشرکانہ تھین،

امام احمد نے مسند مین حضرت علی سے روایت کی ہے کہ ایک دن آپ نے انکو مامور فرمایا اور حکم دیا کہ

لا یدع بها (المدینة) وثناً الا کسره ولا قبراً الا سواه ولا صورة الا لطخها (ج ۱ ص ۸۷)

مدینہ مین وہ کوئی بت نہ چھوڑین جسکو توڑ نہ دین اور کوئی قبر جسکو برابر نہ کرین اور نہ کوئی "صورت" جسکو بگاڑ نہ دین،

اس حدیث مین اصنام، قبور کے ساتھ ساتھ "تصاویر" کا ذکر کیا گیا ہے، جس سے اشارہ ملتا ہے کہ وہ رسوم مشرکانہ سے متعلق ہین،

حدیث واثر کے بعد فقہ کا درجہ ہے، امام ابوجعفر طحاوی جو محدث فقیہ تھے اپنا فیصلہ ان الفاظ مین ظاہر کرتے ہین، جن سے ہمارے قول کی تائید ہوتی ہے،

---

[1] امام موصوف نے بحیثیت مورخ اس واقعہ کو لکھا ہے اور سند ناتمام لیکن متعدد راویون کی مجموعی نا... نقل کی ہے، تاہم محدثین پر اسکے تسلیم کرنے کے لئے زور نہین دیا جاسکتا،

ثبت بما ذکرنا خروج الصور التی فی الثیاب من الصور المنهی عنها وثبت ان المنهی عنه هی نظیر ما یفعله النصاری فی کنائسهم من الصور فی جدرانها ومن تعلیق الثیاب المصورة فیها. فاما کان یوطأ ویمتهن ویفترش فهو خارج من ذلک، وهذا مذهب ابی حنیفة وابی یوسف ومحمد.

شرح معانی الآثار مین کہتے ہین کہ ہم نے جو بیان کیا، اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ ممنوع تصاویر مین سے وہ تصویرین مستثنیٰ ہین جو کپڑون مین ہون، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ممنوع وہ ہین جو مثل اُنکے ہین، جو عیسائی اپنے کنیسون مین کرتے ہین یعنی دیوارون پر تصویرین بنانا اور باتصویر کپڑون کو لٹکانا، لیکن جو تصویرین پاؤن کے نیچے روندی جائین اور حقیر کی جائین اور بچھائی جائین وہ ممانعت سے خارج ہین یہی مذہب امام ابوحنیفہ اور قاضی ابو یوسف اور امام محمد کا ہے،

امام محمد موطا مین، حضرت ابوطلحہ والی حدیث الا رقماً فی ثوب نقل کرکے لکھتے ہین،

وبهذا نأخذ ما کان فیه من تصاویر من بساط یبسط او فراش یفرش او وسادة فلا بأس بذلک انما یکره من ذلک فی الستر وما ینصب نصباً وهو قول ابی حنیفة والعامة من فقهائنا ([illegible])

اسی حدیث سے ہم یہ مستنبط کرتے ہین کہ اگر تصاویر فرش یا بستر مین ہون جو بچھائے جائین تو مضائقہ نہین صرف مکروہ وہ تصویرین ہین جو پردہ مین ہون اور جو کھڑی کی جائین یہی ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہا کا مذہب ہے

ہدایہ، ردالمحتار، اور عالمگیری وغیرہ مین بھی اسی تحقیق کی بازگشت ہے، صرف ایک نئی بات ہدایہ کی قابل گرفت ہے، مفسدات صلوٰۃ کے بیان مین لکھتے ہین ولا بأس بان یصلی علی بساط فیه تصاویر ولا یسجد علی التصاویر یعنی اگر جا نماز مین تصویرین بنی ہون، لیکن سجدہ اُن تصویرون پر نکیا جائے تو نماز مکروہ نہین ہوتی اور اگر مصلّی کے سر کے اوپر چھت مین یا سامنے یا مقابل مین تصویر ہو تو نماز مکروہ

ہوجاتی ہے، حالانکہ جو احادیث پہلے نمبر مین گذر چکی ہین اُن سے صاف عیان ہوتا ہے کہ کراہیت ہر حال مین لازم آنی چاہئے، ورنہ تعجب ہے کہ ایک طرف تو تصویر کے وجود سے فرشتگان رحمت دور بھ[اگ] جاتے ہین اور دوسری طرف اگر جانماز تک مین تصویر ہو تو نماز کے بار ان رحمت کا انقطاع نہین ہوتا،

فقیہ ابو اللیث سمرقندی جو محدث بھی تھے بستان مین چند احادیث متعلقہ تصاویر نقل کر[کے] لکھتے ہین،

وبہ ناخذ فلاباس بان یبسط الثیاب التی فیھا التصاویر والتماثیل وروی عن عطاء وعکرمۃ انھما قالا انما یکرہ من التماثیل ما ینصب نصباً فاما ما وطئتہ الاقدام فلاباس بہ (باب النہی عن التصاویر)

اور انھین احادیث سے ہم استنباط کرتے ہین کہ جن کپڑون مین تصاویر ہون اُنکے بچھانے مین کوئی [حرج] نہین، عطا اور عکرمہ سے مروی ہے کہ وہ تصویرین مکروہ ہین جو کھڑی کی جائین، لیکن جو پاؤن سے [رون]دی جائین اُنمین کوئی ہرج نہین

یہ تو فقہاے احناف تھے اب دوسرے ایمہ کی رائین بھی سننی چاہئین، حافظ ابن حجر فتح الب[اری] مین لکھتے ہین:

واستدل بھذا الحدیث علی جواز اتخاذ الصور اذا کانت لھا ظل وھی مع ذلک مما یوطأ ویداس اویمتھن بالاستعمال کالمخاد والوسائد قال النووی وھو قول الثوری ومالک وابی حنیفۃ والشافعی ولافرق فی ذلک بین ما لہ ظل وما لاظل لہ، فان کان معلقاً علی حائط او ملبوسا او

اس حدیث سے اس بات پر استدلال کیا گیا [ہے] کہ تصویرون کا رکھنا اگر اُن مین سایہ ہو (یعنی مجسم ہون) اور وہ اسی کے ساتھ روندے بھی جاتے ہین یا استعمال سے اُنکی حقارت کی جائے تو جائز ہے جیسے فرش [اور] تکیے مین، امام نووی نے کہا ہے کہ یہی امام ثوری امام مالک، امام ابو حنیفہ، اور امام شافعی کا قول ہے، اور اسمین کوئی فرق نہین کہ تصویرون مین

عمامۃ او نحو ذلک مما لایعد ممتھنا فھو حرام۔ (۔۔۔ ج ۱۰)

سایہ ہو یا نہو، اور اگر وہ دیوار مین لٹکائی جائین یا وہ لباس یا عمامہ مین یا اسی قسم کی اور چیزون مین ہون جو حقیر نہین سمجھی جاتین تو وہ حرام ہین،

فقہاے حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ،

[و]ان مذھب الحنابلۃ جواز الصورۃ [فی ال]ثوب ولو کان معلقاً علی ما فی [خبر ا]بی طلحۃ، لکن ان ستر بہ الجدار [منع عن]دھم (فتح الباری ج ۱ صفحہ ۳۲۶)

کپڑے مین تصویر ہو تو جائز ہے اگرچہ وہ آویزان ہو، جیسا کہ حضرت ابو طلحہ کی حدیث مین ہے، لیکن اگر اس سے دیوار چھپائی جائے تو اُنکے نزدیک یہ ناجائز ہے،

[ح]نابلہ کا مذہب بالکل احادیث کی لفظی تقلید ہے

[یہ] دو باتین صاف کر لینی چاہیین، ایک تو یہ ہے کہ تمام فقہا متفقاً یہ کہتے ہین کہ اگر "تصویرین محل عظمت [مین نہ] ہون، مثلاً پاؤن کے نیچے ہون، یا اور کسی قسم کی ذلت مین ہون تو جائز ہین" اس عظمت، اور [ذل]ت کا کیا معیار ہے؟ اسکی تفصیل مثالون مین کی گئی ہے، یعنی یہ کہ مثلاً فرش یا تکیہ مین ہون، لیکن [اس]سے کوئی اصولی بات سمجھ مین نہین آتی مثلاً آج کل کی طرح کتابون مین ہون چائے کی پیالیون مین [ہون تو] کیا فیصلہ ہے کہ یہ محل عظمت مین ہین یا محل ذلت مین، کبھی کتابین طالب علم کا تکیہ بھی بنتی ہین اور [کبھی] بحفاظت الماریون مین بھی رکھی جاتی ہین، چائے کی پیالیان کبھی زمین پر بھی ڈالدی جاتی [ہین] اور کبھی میز پر بھی رکھی جاتی ہین، اسلئے عظمت اور ذلت کی کوئی اصولی تعبیر کرنی چاہیے"،

فقہانے جا بجا تصاویر کے جواز و عدم جواز کی جو صورتین لکھی ہین اُن مین عموماً استدلال یہ کرتے [ہین کہ فلا]ن صورت جائز ہے، اسلئے کہ اس مین اشتباہ عبادت نہین، فلان صورت ناجائز ہے، [اسلئے] کہ اس مین عبادت کا اشتباہ ہوتا ہے (دیکھو ہدایہ مکروہات صلوٰۃ) اس بنا پر عظمت و ذلت کی

تفسیر یہ کی جائے گی، کہ وہ صورتین جن سے تصاویر کی تعظیم سمجھی جائے، یا عبادت کی موہم ہون، یا کنائس
معابد اور عیسائیون کے کنیسون مین جس طور سے تصاویر رکھی جاتین ہون، وہ عظمت ہوگی، اور جن
صورتون مین ان تصاویر کے متعلق تحقیر، بے پروائی اور تصاویر بحیثیت تصاویر کے کوئی خیال و خطر
انکی عظمت کا نہوتا ہو اور نہ وہ کفار و دیگر فرقِ ضالّہ کے طرقِ عبادت و تعظیم اصنام سے مشابہ ہون
وہ ذلت و امتہان ہوگا،

دیوارون مین تصاویر لگانے کی صورت اسلئے فقہا نے ناجائز قرار دی ہے کہ رومن کیتھو
اور دیگر تصاویر پرست فرقِ نصاریٰ کے معابد مین اس کا رواج ہے اور اس لئے اس سے کفار
کے ساتھ مشابہت مشرکانہ لازم آتی ہے، جس سے ہر مسلمان کو قطعی طور سے پرہیز کرنا چاہئے،

اِس تمام مواد سے جسکو دو صحبتون مین، ناظرین کے سامنے پیش کیا گیا ہی معلوم ہوگا کہ احادیث
اور مجتہدات ائمہ مین بھی جو صورتین جواز و عدم جواز کی مذکور ہین اُن مین بالتخصیص کپڑون کا ذ
ہے، لیکن ایک زمانہ دراز سے کپڑون سے ہٹکر کاغذون پر تصاویر بننے لگی ہین، اور آج کل
زیادہ تر اسی لباسِ کاغذی مین جلوہ پیرا ہوتی ہین اس بنا پر یہ نیا سوال پیدا ہوگیا ہے کہ ان
متعلق کیا حکم ہے؟

اس سے بھی زیادہ قابل غور یہ مسئلہ ہے کہ آجکل تصاویر کی دنیا ہی بدل گئی ہے، پہلے زمانہ
تصاویر کا تعلق دیوتاؤن، اور دیگر مذہبی مراسم سے تھا، یا محض نمائش ان سے مقصود ہوتا تھا، لیکن
آج کل تو انکے استعمال کے اس قدر نئے طرق اور انکی مختلف ضرورتون کے اس قدر اہم پہلو نکل
آئے ہین، کہ جن سے بے اعتنائی نہین کی جاسکتی،

کتابون اور رسالون مین تصاویر ہمارے سامنے مختلف مجالس، مناظر، معرکہائے جنگ
کی اصلی صورتین پیش کرتی ہین، مختلف قومون کے خط و خال و تمدن و معاشرت کے نقشے کھینچ

اعضائے انسانی کی تشریح، جسم کی ساخت اور دیگر ضروری طبی قواعد نمایان کرتی ہین، سلطنتون
کے حکمرانون کی اور سفراء اور دیگر اشخاص کی جن کا علم ضروری ہے ان سے شناخت ہوتی ہے، لغت
کی کتابون مین حیوانات کی تمیز اور انکے معنی سمجھانے مین انسے مدد لی جاتی ہے، دوست دوست
اور قوم ان کے ذریعہ سے لطفِ ملاقات حاصل کرتے ہین، ان مین سے کسی چیز مین بھی شائبہ عبادت
و بت پرستی نہین، اور نہ ان سے تعظیم تصاویر و مراسم شرک کا گمان ہوتا ہے، اس بنا پر ان کاغذی
تصاویر کو کپڑون کی تصاویر پر قیاس کیا جائے گا،

غیر ذی روح کی تصاویر کو تو تمام فقہا نے عموماً جائز کہا ہے، بحث ذی روح مین ہے،
"ذی روح" کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ وہ تصویر کسی حیوان کی ایسی مکمل تصویر ہو کہ اگر یہ فرض کیا جائے کہ
اس مین جان ڈالدی جائے تو وہ زندہ ہوجائے، کاغذی تصاویر پر یا کپڑے کی تصاویر پر غرض غیر مجسم
تصاویر پر یہ بات صادق نہین آتی کہ وہ ذی روح ہے کیونکہ وہ صرف نقش اور رنگ ہے، جسمین
کسی قسم کا عمق نہین، صرف خطوط سے شکل پیدا کی گئی ہے، اور اس مین کسی طرح زندگی نہین پیدا
ہوسکتی، یہی سبب ہے کہ احادیث اور کتب فقہیہ مین ان تصاویر کو بلکہ مجسمون کو جن کے سر کاٹ دئے
جائین یا دھڑ علیحدہ کر دیا جائے یا نصف سے کاٹ دیا جائے، جائز الاستعمال قرار دیا گیا ہے،
نسائی مین حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت جبرئیل آنحضرت صلعم کے
پاس نہین آئے، سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ گھر مین مجسمہ اور تصاویر موجود تھین اور ایک
پردہ لٹکا ہوا تھا، اسکے بعد فرشتہ غیب نے یہ تعلیم کی،

فی بیتک ستر فیہ تصاویر فامّا ان	حالانکہ آپ کے گھر مین ایک پردہ ہے جسمین
تقطع رؤسها او یجعل بساطاً یوطأ،	تصاویر ہین تو یا تو انکے سر کاٹ دیجئے یا انکو
	بچھا دیجئے،

یہی واقعہ ترمذی، ابن حبان اور اصحاب سنن نے ان الفاظ مین نقل کیا ہے،

وکان علی الباب تماثیل وکان فی البیت قرام ستر فیہ تماثیل... فمر برأس التمثال الذی علی باب البیت یقطع فیصیر کھیئۃ الشجرۃ ومر بالستر فلیقطع فلیجعل منہ وسادتان منبوذتان توطأ۔

دروازہ پر ایک مجسمہ تھا اور پردہ تھا جسمین تصویرین تھین (جبرئیل نے کہا) کہ حکم دیجئے کہ دروازہ پر جو مجسمہ ہے اسکا سر کاٹ دیا جائے تاکہ وہ درخت کی طرح ہوجائے اور پردہ کو کاٹ کر اسکے تکیے بنا لئے جائین جو پڑے رہین اور پامال ہون،

اس حدیث کو امام ترمذی اور ابن حبان نے صحیح کہا ہے، اس حدیث سے دو باتین ہمکو ثابت کرتی ہین، اول یہ ہے کہ اگر مجسمہ یا تصاویر کا دھڑ الگ کر دیا جائے جسکے بغیر زندگی ناممکن ہو تو وہ جائز ہین، دوسری بات یہ کہ ذی روح کی جو تفسیر اوپر بیان کی گئی ہے وہ صحیح ہے، ورنہ اگر ذی روح کے یہ معنی لئے جائین کہ وہ حیوان ہو تو اس صورت مین حضرت جبرئیل کا یہ فرمانا کہ "مجسمہ کا سر کاٹ لیا جائے اور درخت کی طرح ہوجائے" کیا معنی رکھے گا؟ کیونکہ سر علحدہ کرنے کے بعد بھی وہ ذی روح ہی کی تصویر کہی جائیگی،

حافظ ابن حجر نسائی کی اس حدیث کو نقل کرکے لکھتے ہین،

وفی ھذا الحدیث ترجیح قول من ذھب الی ان الصورۃ التی تمتنع الملئکۃ من دخول المکان، التی تکون فیہ باقیۃ علی ھیئتھا مرتفعۃ غیر ممتھنۃ، فاما لو کانت ممتھنۃ او غیر ممتھنۃ لکنھا غیرت عن ھیئتھا اما بقطعھا من نصفھا او بقطع... راسہا فلا امتناع (جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۹)

اس حدیث سے اُن فقہا کے مذہب کی ترجیح ثابت ہوتی ہے جو یہ کہتے ہین کہ وہ تصویر جس کے سبب سے فرشتے مکان مین داخل ہونے سے باز رہتے ہین وہ ہے جو اپنی ہیئت پر قائم ہو اور بلند ہو ذلیل نہو، یا اگر ذلیل یا غیر ذلیل ہو لیکن اسکی ہیئت بدل دی گئی ہو اسکا آدھا دھڑ کاٹ کر یا سر کاٹ کر، تو اسمین کوئی ممانعت نہین ہے۔

اس تشریح سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہاف ٹون (یعنی آدھے دھڑ کی) تصویر بالکل جائز ہے، اس بنا پر اگر اختلافات فقہا سے بچنے کے لئے اور زیادہ احتیاط و تقوی برتنے کے لئے مسلمان صرف ہاف ٹون فوٹو اور تصویر کو بوقت ضرورت اختیار کرین تو مناسب ہے، اور ہر قسم کے خطرات حرمت سے پاک ہی

آج کل یورپین تمدن کے اثر سے کمرون کو تصویرون سے سجانے کا طریقہ عام طور سے مسلمانون مین بھی رائج ہو رہا ہے، حالانکہ تفصیل سابق سے یہ آشکارا ہوگیا ہوگا کہ یہ طریقہ اکثر ائمۂ فقہا اور محدثین کے نزدیک احکام اسلام کے خلاف ہے کہ اس سے کفار کے معبدون اور نصاری کے کنیسون سے مشابہت ظاہر ہوتی ہے اور ملائکۂ رحمت اپنی آمد کا دروازہ اس مکان پر بند کر دیتے ہیں، خصوصاً بعض جدید تعلیم یافتہ نوجوان تو اپنے کمرون کی آرائش ایسی حیا سوز اور برہنہ تصویرون سے کرتے ہین کہ چشم ادب خود بخود شرمندہ ہوجاتی ہے،

مجکو ایک دو دفعہ بعض تعلیم یافتہ دوستون کے ایسے آراستہ و پیراستہ "گول کمرون" مین واقعۂ میلاد نبوی بیان کرنے کا اتفاق ہوا، جو حسب طرز زمانہ برہنہ و ملبوس زنانہ و مردانہ تصاویر سے آراستہ تھے اُسوقت تو اپنے ضعف ایمان کے سبب سے مجھے ٹوکنے کی ہمت نہین ہوئی، لیکن جب مین نے تقریر شروع کی اور بار بار اُن تصویرون پر نگاہ پڑی تو شرم آئی کہ ایک طرف تو مین فضائل محمدی اور محبت نبوی کا اس زور شور سے اعلان کر رہا ہون اور دوسری طرف عملاً در و دیوار سے احکام نبوی کے انکار کی آوازین سن رہا ہون، چنانچہ اس کا اثر یہ ہوا کہ مین نے صاحب مجلس سے اپنے احساس کا ذکر کر دیا، جسکا صرف اتنا اثر اُن پر ہوا کہ انھون نے وعدہ کیا کہ آیندہ ایسے موقعون پر وہ اسکی احتیاط کرینگے،

مسلمان بھی کبھی ایک شاندار تمدن کے بانی تھے، جسکی مٹی مٹی یادگارین اب بھی پرانے کھنڈرون مین نظر آتی ہین وہ بھی اپنے ایوان و قصور کو آراستہ کرتے تھے، مگر کس سے؟ مفید نصائح، دلپذیر قطعات، پر اثر احادیث، اور برموقع آیات قرآن کے خوشنما کتبات اور طغرون سے، اور جو اسی قدر قیمتی ہوتے

ہے کہ آج بھی انکو اہل یورپ پرانی اور فرسودہ کتابون کے بیچنے والون سے ایک ایک ہزار اور دو دو ہزار

کو خریدتے ہین، نمایش اور خوبصورتی کے علاوہ ایک بڑا فائدہ ان مین یہ تھا کہ جب نظر اٹھتی تھی

نگاہ کے سامنے ایک ادب آموز معلم کی ہوش آور صدا سنائی دیتی تھی، اور شمار زندگی (موتی)

بنکر وہ ہمیشہ ہمکو ہمارے فرائض سے آگاہ کرتی رہتی تھی،

مجسمون مین سے صرف دو قسم کے مجسّمے جائز ہین، حضرت عائشہ رض کی گڑیا اور پردار گھوڑے والی حدیث سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ بچون کے کھیل تماشہ کے مجسّمے جائز ہین، اور حضرت ابوہریرہ کی جسمین مجسمہ کے سر کاٹکر رکھنے کی اجازت ہے، اُس سے نصف دھڑ کے مجسمون کے متعلق جواز کا ثبوت ملتا ہی نیز بر بنائے آثار مرویہ، ایسی چھوٹی تصویرین یا مجسّمے جو کسیقدر فاصلہ سے نظر نہ آئین، جائز ہین جیسا کہ

آجکل جو لوگ یہ کہکر پورے قد کے مجسمون کو جائز سمجھنا چاہتے ہین کہ اب دنیا مین بت پرستی کا رواج نہین رہا اور اب کوئی مجسمونکی پرستش نہین کرتا، وہ اس زمانہ مین کہ خود "خدا پرستی" کا رواج نہین رہا (خاکم بدہن) اس امر پر دلالت نہین کرتا کہ لوگون نے عقل و ہوش سے شرک و بت پرستی کی غلطی کو محسوس کر کے اُسکو چھوڑ دیا ہے، بلکہ چونکہ عموماً مذہب کی طرف سے بے پروائی بڑھتی جاتی ہے اسلیئے نئے تعلیم یافتہ ہندو اور عیسائی اس سے اباکرنے لگے ہین، ورنہ اگر ہندون کے جاہل طبقون کے معبدون مین عیسائیون کے رومن کیتھولک گرجاؤن مین جاکر دیکھئے تو مجسمہ بت پرستی کے مراسم اسی جوش و خروش سے منائے جارہے ہین جیسا کہ اس تمدن جدید سے پہلے منائے

آج آریہ نوجوان بت شکنی (مورتی کھنڈن) کے پورے حامی ہین، لیکن انکو چلکر رام چندر جی کی راجدھانی اجودھیا مین دیکھنا چاہئے، کہ وہان نہ صرف اصلی دیوتاؤن اور دیبیون کی پرستش ہوتی ہے، بلکہ اس وسعت مین ملکہ وکٹوریہ کا وہ سنگی بت بھی آگیا ہے جو اجودھیا کی مقدس سرزمین مین نصب کرایا گیا ہے، مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہے کہ جاہل ہندو پجاری ملکہ کے اُس

بت کے آگے اُسی طرح جھکتے ہین جسطرح اپنے اوتارون کے مجسمون کے آگے جھکا کرتے ہین اور اسی پر پھول اور نذر و نیاز چڑھاتے ہین، لکھنؤ مین قیصر باغ کے پیچھے ملکہ کا جو بت نصب ہے اسکے ساتھ بھی کبھی کبھی اسی عقیدت کیشی کا اظہار ہوتا ہے اور اگر پہرہ کے سپاہی اُٹھا دئے جائین تو ہندو مذہب کے اس پرانے مذہب کے اوتارون مین ایک نئی دیبی کا فوراً اضافہ ہوجائے،

اس اظہار خیال سے کسی فرقہ کی دلآزاری مقصود نہین، بلکہ واقعہ کا اظہار اس غرض سے مقصود ہے کہ مرے بیان کی "تصویر" کا ہر رخ اچھی طرح مسلمانون کے سامنے واضح ہوجائے،

سب سے آخر مین ایک اور اور اہم مسئلہ کا چھیڑنا باقی ہے، کہ کیا مسلمانون کو تصویرین اور مجسّمے بنانا جائز ہے؟ نیز یہ کہ فوٹوگرافی کیا تصویر مین داخل ہے؟

اس مسئلہ مین جہانتک احادیث، آثار اور کتب فقہ کا احاطہ کیا جاسکا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جاندار کی تصویر کشی یا مجسمہ سازی کسی مسلمان کے لئے کسی حالت مین جائز نہین ہے، غیر جاندار مثلاً پھول، درخت، مکانات، پہاڑ، دریا اور مناظر طبعی، کی تصویر و تجسیم بلا کراہت جائز ہے،

علاوہ اُن احادیث کے جن مین آنحضرت صلعم نے مصوّرون کے لئے سخت عذاب کی اطلاع دی ہے، اور جن مین سے بعض آغاز مضمون مین لکھی گئی ہین، اس موقع پر چند اور حدیثین لکھی جاتی ہین،

صحیح مسلم وغیرہ مین ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عباس کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میرا پیشہ مصوّری ہے، مین ان تصویرون کو بناکر روزی پیدا کرتا ہون، کیا یہ جائز ہے؟ فرمایا "قریب آجاؤ"، مین نے آنحضرت صلعم کو کہتے سنا ہے، کہ

كل مصور في النار يجعل له	ہر مصوّر دوزخ مین ہوگا، اُسکی ہر تصویر
بكل صورة صورها نفسا تعذبه	کے مقابلہ مین جسکو اُسنے بنایا ہے ایک جان پیدا

فی جہنم۔

کی جائیگی جو اُسکو جہنم مین سزا دے گی،

ابن عباس رضہ نے پھر فرمایا،

ان کنت لابد فاعلاً فاصنع الشجر

اگر تمکو ضرور ہی تصویر بنانا ہے تو درختون کی

وما لا نفس لہ (کتاب اللباس)

اُن چیزون کی بناؤ، جن مین جان نہین

صحیحین مین ہے کہ مسلم بن صبیح اور مسروق تابعی دونون ایک گھر مین تھے، جن مین تصویرین

تھین، مسروق نے کہا یہ کسری کی تصویرین ہین مسلم بن صبیح کی رائے تھی کہ یہ حضرت مریم کی

تصویرین ہین، مسروق نے کہا، خبردار! مین نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے سنا ہے

آپ نے فرمایا،

اشد الناس عذاباً یوم القیامۃ

قیامت کے دن سب سے سخت عذاب

المصوّرون۔

مصورون پر ہوگا،

یاد ہوگا کہ آغاز مضمون مین لکھا جا چکا ہے کہ "سب سے سخت عذاب" کی تہدید اُن

کے لئے ہے جو مشرکانہ تصاویر بناتے ہین، تاہم عذاب کے اطلاق وعمومیت سے عام مصور

نہین بچ سکتے،

صحیحین مین ہے کہ حضرت ابوہریرہ ایک دفعہ مدینہ مین مروان یا سعید کے گھر گئے، دیکھا

اسمین تصویرین ہین، یا تصویرین بنائی جارہی ہین فرمایا مین نے آنحضرت صلعم کو یہ کہتے سنا ہے کہ خدا

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ یخلق کخلقی

اُس سے گنہگار تر کون ہوگا جو میری طرح خلق

فلیخلقوا ذرۃ او یخلقوا حبۃ

کام کرتا ہے، اچھا تو انسان ایک ذرہ کو

ایک دانہ کو تو پیدا کرے،

اس موقع پر قصداً صرف وہ حدیثین لکھی گئی ہین، جنکو صحابہ رضہ نے آپکی وفات کے بعد

تاکہ کسی کو نسخ کا شبہہ نہو،

شہادت پر پیش کیا ہے

سنن ابن ماجہ مین ایک حدیث ہے (کتاب اللباس) کہ ایک عورت نے آنحضرت صلعم

کی خدمت اقدس مین عرض کی کہ "یارسول اللہ صلعم میرا شوہر لڑائی پر گیا ہے، اگر اجازت ہو تو مین

کھجور کے درخت کی تصویر بناؤن، آپ نے اُسکو اس سے منع فرمایا" اس حدیث سے

غیر ذی روح کی تصویر کی ممانعت پر کوئی صاحب استدلال کرین، لیکن یہ روایت متعدد وجوہ سے

ناقابل اعتبار ہے،

(۱) حدیث ابن عباس جسمین اسکی اجازت دی گئی ہے وہ اصح ہے، اور یہ اُسکے خلاف ہے،

(۲) اس حدیث سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ نفس درخت کی تصویر کشی کی آپنے ممانعت فرمائی،

خود روایت کے الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپکی ممانعت کسی اور سبب پر مبنی تھی، ورنہ شوہر کے

لڑائی کے جانے سے اور درخت کی تصویر کشی سے کیا مناسبت ہے، دو باتین معلوم ہوتی ہین،

یا تو وہ یہ کہنا چاہتی تھی کہ چونکہ شوہر موجود نہین اسلئے گذر اوقات کے لئے وہ اس پیشہ کو

اختیار کرنا چاہتی ہے، یا بیکاری سے گھبرا کر اس شغل سے دل بہلانا چاہتی ہے، آپنے دونون میان

بیوی کی ذاتی حالات کو جانکر اُسکو اس فعل سے مصلحۃً منع فرمایا،

(۳) لیکن اصلی بات یہ ہے کہ یہ حدیث روایۃً صحیح نہین ہے، اسکا تیسرا راوی عفیر بن معدان

ناقابل اعتبار ہے، میزان الاعتدال مین اسکے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کی حسب ذیل رائین ہین،

ابوداؤد، شیخ صالح ضعیف الحدیث

ابوحاتم، یکثر عن سلیم بما لا اصل لہ

یحیی، لیس بثقۃ. لیس بشیٍ

احمد بن حنبل، منکر الحدیث، ضعیف

کسی نے اسکی توثیق نہین کی ہے، اس بنا پر مسئلہ تصاویر مین یہ حدیث کالعدم ہے،

سب سے اخیر مسئلہ یہ ہے کہ فوٹوگرافی کیا مصوّری ہے؟ اور فوٹوگرافر پر کیا مصوّر کا اطلاق ہوگا

اور کیا فوٹو کھنچوانا بھی داخلِ معصیت ہے؟ اس سے پہلے کہ مین آگے بڑھون ایک لطیفہ سنانا چاہتا ہون

ہمارے ایک مخدوم جناب بابو نظام الدین صاحب رئیس امرتسر ہین، انکے گھر مین ایک فوٹو

رکھا تھا، ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ آپ گھر مین فوٹو رکھتے ہین، اُنھون نے کہا "یہ فوٹو نہین ہے، فوٹو

کے جواز کا فتویٰ ہے!" انھون نے نزدیک جاکر دیکھا تو اسمین حضرات ذیل مع عبا و قبا و عمامہ کے نظر آئے

علامہ سید رشید رضا مصری، مولانا شبلی نعمانی، مولانا سید عبدالحی صاحب ناظم ندوۃ العلماء، مولانا

ابوالکلام، مولانا حبیب الرحمان خان شروانی، حقیر سید سلیمان،

موجودہ دنیائے اسلام کے تمام "روشنخیال" علماء کی اکثر طبقہ روشنخیالی منصب افتاء کے علاوہ

دائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ فوٹوگرافی مصوّری نہین ہے اور نہ فوٹو پر تصویر کا اطلاق ہوسکتا ہے، اور یہی

سبب ہے کہ مصر و مراکش و ایران و قسطنطنیہ کے تمام اکابر ارباب عمائم ہمکو کاغذی پیراہنون مین ملبوس

مین چلتے پھرتے نظر آتے ہین،

فوٹوگرافی، درحقیقت عکاسی ہے، جسطرح آئینہ، پانی اور دیگر شفاف چیزون پر صورت کا عکس اُترتا ہے

اور اسکو کوئی گناہ نہین سمجھتا، اسی طرح فوٹو کے شیشہ پر مقابل صورت کا عکس اُترآتا ہے، فرق صرف یہ ہے

کہ آئینہ وغیرہ کا عکس پائدار اور قائم نہین رہتا اور فوٹو کا عکس مسالہ لگاکر قائم کرلیا جاتا ہے، وہ فوٹوگرافر

مصوّر کی طرح اعضا کی تخلیق و تکوین نہین کرتا، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ فوٹو عبادت کے کام مین نہین آتا

تاہم احتیاط و تقویٰ اسی کا مقتضی ہے کہ بجائے پورے قد کے فوٹو کے مسلمان صرف آدھے دھڑ کے

بات تون فوٹو کھنچین اور کھنچوائین اور حقیقت مین انسان کی شناخت اور پہچان صرف اوپری حصہ

دھڑ سے ہوتی ہے اور فوٹو سے یہی مقصود ہے ونسئل اللہ العصمۃ من الخطاء والزلل،

ہندوستان کی گذشتہ اسلامی تعلیم گاہین

(۳)

صوبۂ بہار

چھٹی صدی ہجری کے آخر مین محمد بختیار خلجی سب سے پہلے بہار و بنگال مین فاتحانہ داخل ہوا، تفصیل نہین ملی

لیکن طبقات ناصری اور دوسری تاریخون سے اتنا اجمالاً معلوم ہوتا ہے کہ بختیار خلجی نے اپنے مفتوحہ علاقون

کے بعض شہرون مین متعدد مدرسے قائم کئے، بختیار خلجی قطب الدین ایبک کا معتمد امیر کبیر تھا، اسی بختیار کی

کاوشانہ کوشش کی بدولت علاقہ بہار و بنگال مین شریعت اسلام کا نشر و ظہور ہوا، فرشتہ لکھتا ہے.

"اولین کسے از شاہان اسلام کہ بآن نواحی رفتہ و شعار اسلام را دران حدود رواج دادہ،

محمد بختیار خلجی است" (جلد ۲)

بہار کی علمی و تعلیمی تاریخ گو تفصیل کے ساتھ اسوقت پیش نہین کیجاسکتی، کیونکہ مجھے تفصیلات بہم نہیں

پہنچین، لیکن وہان کا موجودہ علمی و تعلیمی فروغ اسکے شاندار و درخشان ماضی کی بہت بڑی دلیل ہے، ایک

زمانہ دراز سے وہان تعلیم عام ہے، ہر دور مین علمائے عظام گذرتے رہے، چنانچہ آج سے تقریباً چار سو برس

پیشتر سلطان سلیم شاہ کے عہد حکومت مین شیخ علائی بانی فرقہ مہدویہ اور علمائے وقت مین جب

مہدویت کی نسبت مناظرہ پیش آیا تو اسکے حکم ایک بہاری عالم شیخ طیب بدھن تھے انکے علاوہ ملا محب اللہ

بہاری بھی اپنے عہد کے مشہور ترین اساتذہ گذرے ہین، عام تذکرون سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ

انکا سلسلہ تلامذہ اور حلقۂ درس نہایت وسیع تھا، یقینی و تصریحی طور پر معلوم نہین کہ یہ جہان درس

دیتے تھے وہ خاص مدرسہ تھا یا کوئی اور عمارت، بہرحال یہ مسلم ہے کہ علم و فن کی اشاعت و ترویج مین

ان بزرگون کا بہت بڑا حصہ ہے، کتب درسیہ مین بھی جسقدر اُنکی تصنیفات کا غلبہ ہے وہ ہر شخص کو معلوم ہے

علمائے بہار مین سے متعدد اشخاص سلاطین مغلیہ کی طرف سے اعلیٰ مناصب پر بھی فائز ہوئے

بادشاہ نامہ کا مصنف ملا عبدالحمید لاہوری علمائے عہد شاہجہانی کے سلسلہ مین لکھتا ہے کہ

سید احمد سعید موطنش از توابع صوبۂ بہار است، علوم عربیت خصوصاً علم فقہ کہ دران نیک متبحر است نزد والد خود ملا سعد کہ از فضلائے آن دیار بود اندوختہ بدرگاہ کیوان جاہ آمد و بقلاوزی اختر مسعود داخل بندگان سعادت آئین گردید و پس از چندے بخدمت افتائے اُردوے گیہان پوے نوازش یافت۔ (جلد دوم صفحہ ۵۵)

مولوی سراج الدین احمد متوطن فرید پور شاہ عالم بادشاہ کے استاد تھے، مصنف تذکرہ صبح گلشن مولوی امان علی ممتاز کے تذکرہ مین لکھتا ہے کہ

نبیرۂ مولوی سراج الدین احمد متوطن فرید پور کہ بفاصلہ شانزدہ کروہ از عظیم آباد ست واین مولوی سراج الدین احمد شاہ عالم عالی گہر بادشاہ دہلی را استاد بود۔

بہار مین عموماً یہ صورت رہی ہے کہ اکثر روسا و امرا علم و فن کی دولت لازوال سے بھی مالامال ہوتے تھے، اور وہ ضروریات دنیاوی سے بے نیاز رہ کر اپنے کاشانون مین بیٹھے ہوئے تعلیم و تدریس کے ذریعہ سے علم و فن کی بہترین خدمات انجام دیتے تھے، اور جو امرا اہل علم نہ تھے وہ اپنی معاصرانہ عزت برقرار رکھنے کے لئے علماء و فضلا کو اپنے دامن دولت سے وابستہ رکھتے تھے، طلباء کے لئے وظائف اور جاگیرین مقرر کرتے تھے، اور وہ اس کار خیر کو نجات اخروی کا ذریعہ سمجھتے تھے، چنانچہ آج تک اس مقدس رسم کی یادگارین بہار مین موجود ہین،

بہار کے مشہور علمی قصبات و دیہات

یہان زمانۂ قدیم سے متعدد قصبے اور گاؤن علمی مرکز رہے ہین، جہان سے اس آخری دور مین بھی

...شہیر علماء پیدا ہوئے، اس سلسلہ مین چند گاؤن کا تذکرہ ضروری ہے جو بہت مشہور و معروف ہین،

بہرا | یہان متقدمین مین جناب شاہ شرف الدین احمد اور متاخرین مین مولوی غلام مجیب، مولوی ...الدین اور مولوی لطف علی بڑے پایہ کے علماء گذرے ہین،

سسرام | مولوی سلیم اللہ اور شاہ کبیر الدین صاحب مشہور اشخاص تھے،

...ہانی | یہان مولوی مفتی غلام قادر صاحب مشہور عالم تھے،

ڈیانوان | یہان مولانا مولوی شمس الحق صاحب محدث، مولوی حافظ نور احمد صاحب اور مولوی محمد زبیر صاحب مشہور ارباب علم و دولت تھے، اول الذکر وہ مایۂ ناز ہستی ہے جسپر اس آخری دور مین ہندوستان ...بجا طور پر فخر کر سکتا ہے، تمام عمر خدمت علم حدیث مین بسر کر گئے، تحصیل حدیث کے لئے آپکے ہان اکثر ...یمنی اور بخدی عرب طلبا آتے تھے، مرحوم نے فن حدیث مین سنن ابی داؤد کی وہ بہترین شرح لکھی جسکو پڑھکر عرب و عجم کی زبان سے بیساختہ صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی، التعلیق المغنی علی الدارقطنی بھی مرحوم کی عمدہ تصنیف ہے، آخر الذکر افسوس ہے کہ جلد اس دنیا سے رخصت ہو گئے، معقولات اور ...قلیدس مین خاص طور پر مہارت رکھتے تھے،

...الدین پور | وطن مولانا لطف حسین مرحوم، جو ہندوستان کے مشہور عالم اور طبقۂ اہلحدیث کے ایک ممتاز و سربرآوردہ رکن تھے،

...گر نہسہ | یہ زمانۂ قدیم سے علما و فضلا کا گہوارہ ہے، مولانا علیم اللہ، مولانا سلیم اللہ، مولانا امان اللہ، مولانا امین اللہ، مولانا ابراہیم، مولانا تصدق حسین خلاق، مولانا گلزار علی اور مولانا علیم الدین اسی کے خاک سے اٹھے،

مولانا امین اللہ امین یہ مختصرات مین مولانا جمال الدین بہاری، مطولات مین مولانا قائم الہ آبادی

...تذکرہ روز روشن،

اور تفسیر وحدیث مین مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کے شاگرد تھے انھون نے میرزا ہد پر حاشیہ لکھا سلم [illegible]
کی شرح لکھ رہے تھے کہ اسی اثنا مین وفات پائی، انکی ایک تصنیف قصیدۂ عظمی شائع ہو چکی ہے، اسمین [illegible]
ومعجزات اور دیگر واقعات حیات طیبہ نبوی کو نظم کیا ہے، صحت، ترتیب اور اختصار بیان کا سر رشتہ [illegible]
لائق مصنف نے کسی موقع پر بھی ہاتھ سے جانے نہین دیا، زبان فارسی ہے اور وہ اس درجہ بلند کہ مصنف [illegible]
اہل زبان ہونیکا دہوکا ہوتا ہے، ایرانی بھی اسکو پڑھکر جہومتے ہین، مطلع یہ ہے،

مخدرات سراپردہائے قرآنی
چہ دلبراند کہ دل می برند پنہانی

مولانا ابراہیم مرحوم، انکی ایک تصنیف فارسی مین مجمع شرح دیوان متنبی مشہور ومتداول کتاب [illegible]

مولانا تصدق حسین خلاق، فارسی مین ید طولیٰ رکہتے تھے، مذاق نہایت عمدہ اور لطیف تہا، ایک غزل [illegible]
تین شعر ملاحظہ ہون،

ای زلف یار بامنت این پیچ وتاب چیست — دل را سپردہ ام بتو دیگر عتاب چیست
آہستہ رو کہ سیر بہ بینم جمال دوست — ای عمر تیز گام ترا این شتاب چیست
موئیت سفید گشتہ و خلاق غافلی — صبح از افق دمیدہ دگر وقت خواب چیست

مولانا علیم الدین مرحوم جامع علوم وفنون تھے، سلم الافلاک انکی یادگار ہے،[1]

نیمی، | یہ مولانا ظہیر احسن صاحب شوق مرحوم کا مولد ومنشا ہے، جو عربی، فارسی اور اردو نظم ونثر [illegible]
سرآمد روزگار تھے، متعدد مختصرات کو چھوڑ کر فن حدیث مین آثار السنن انکی ایک مطول تصنیف ہے
اسکا ایک حصہ چھپکر شائع ہو چکا ہے، دوسری جلد کے کچھ اجزاء سنا ہے کہ موجود ہین، لیکن افسوس اخلاف مین
کوئی اس قابل نہین کہ انکو ترتیب دیکر شائع کرنیکا فرض ادا کر سکے، یہ کتاب جس پایہ کی ہے اسکو [illegible]

[1] یادگار وطن شوق نیموی،

[illegible] سکتے ہین، اردو شاعری مین انکو ممتاز درجہ حاصل تہا، ایک دیوان اور ایک مشہور مثنوی سوز وگداز
[illegible] یادگار ہے،

[illegible]، مولوی سعادت حسین صاحب مرحوم مدرس مدرسہ سہارنپور ومدرسہ عالیہ کلکتہ کا وطن،

گیلانی، | مولوی احسن صاحب منطقی کا مولد ومنشا،

استھانوان، | مولانا حافظ وحید الحق صاحب مرحوم کا وطن ہے، تلامذہ کی جماعت کثیر کے علاوہ آپکے
علمی فیوض کی زندہ یادگار مدرسہ اسلامیہ بہار ہے، جو آج تک اس دیار واطراف کے لئے سرچشمۂ
علوم کا کام دیتا ہے، دوسرے عالم مولوی محمد احسن صاحب مرحوم بھی یہین کے تھے، یہ زیادہ تر بہار کی
خانقاہ محلہ مین مصروف درس وتدریس رہے،

دلیندہ، | مسکن مولانا مصطفےٰ شیر صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ خانقاہ سہسرام، ومولانا محمد یعقوب
صاحب ریاضی دان مدرس بہار،

رحیم آباد، | یہ مولانا عبد العزیز صاحب مرحوم کا وطن ہے،

یہ تو جو کچھ تہا خاص صوبہ بہار مین تہا، لیکن بہار کے علمی فیوض بہار ہی تک محدود نہ تھے، وہان کے
اکثر فضلا اپنے وطن سے باہر نکل کر دوسری جگہ کی علمی مجلسون کی بھی رونق بڑہاتے تھے، مثلاً اکثر اشخاص
[illegible] اور دہلی ابتداءً تعلیم کے لئے آئے اور آخر مین یہین اپنے اساتذہ کے مسند درس پر متمکن ہو گئے،
[illegible] مین ملا محب اللہ اور دہلی کے اس آخر زمانہ مین مولانا نذیر حسین صاحب محدث دہلوی اسکی آخری
مثال تھے، ثانی الذکر صوبۂ بہار کے ایک چھوٹے سے قصبہ سورجگڈھ کے رہنے والے تھے، انھون نے
علم حدیث کی جو خدمت دہلی مین بیٹھکر کی، اس سے ہر شخص واقف ہے، آج ہندوستان کا کوئی گوشہ
آپکے تلامذہ سے خالی نہین،

صوبہ بہار مین قدیم تعلیم کی جو کثرت تھی اور ہے، اس نسبت سے درحقیقت مخصوص پرانے مدرسون کا

علم مجھے کچھ بھی نہو سکا، تاہم چند مدرسون کا اجمالی حال معلوم ہوا ہے اور وہ یہ ہین،

مدرسہ داناپور

داناپور مین نواب آصف خان نے مسجد و مدرسہ کی بنیاد ڈالی، لیکن اسکے عہد مین عمارت تکمیل کو نہ پہنچ سکی، نواب ہیبت جنگ نے اپنے عہد مین ان عمارتون کو مکمل کیا، مولوی عبدالحق صاحب دہلوی اپنی کتاب غرایب نگار مین لکھتے ہین،

ان عمارتون کی خوشوضعی کو وہان کی کوئی دوسری عمارت نہین پہنچ سکتی،

مدرسہ خانقاہ پھلواری

صوبۂ بہار مین اس قصبہ کو جو پٹنہ سے ۶ یا ۷ میل پر واقع ہے، وہی درجہ حاصل ہے جو اودھ مین فرنگی محل کو، یہان کا سجادہ اور خانقاہ جب سے قائم ہے، علوم ظاہری و باطنی کا مرکز ہے، یہ خاص خصوصیت اس خانقاہ کی ہے کہ یہان کے سجادہ نشین صاحب درس علما بھی تھے، جب جب ادھر سے مشہور علما کا گذر ہوا ہے، تو وہ یہان ضرور تشریف لائے ہین، مثلاً ملا بحرالعلوم جب بوہار (بنگال) تشریف لیگئے ہین، تو انھون نے یہان بھی قیام کیا، مولانا اسمٰعیل شہید و مولانا عبدالحی دہلوی بھی یہان تشریف لائے،

بہار کا یہ فخر بھی قابل ذکر ہے کہ وہان کے علما ہندوستان کے اکثر علمی کارنامون مین شریک رہے چنانچہ فتاوی عالمگیری کے جمع و ترتیب مین بھی بہار کے دو عالم شریک تھے، اسمین سے ایک اسی پھلواری کے باشندہ تھے، اور دوسرے مونگیر کے۔

پھلواری کی خانقاہ مین علما و مدرسین ہمیشہ رہے، اور آج بھی رہتے ہین، وہان طلبا کو جاگیرین ملتی ہین، اور سلسلۂ تعلیم و تدریس برابر جاری رہتا ہے، بحمد اللہ کہ یہ سلسلہ آج تک کبھی منقطع نہوا

مدرسہ پٹنہ

خاص شہر عظیم آباد مین ایک محلہ ہی مدرسہ مسجد کے نام سے موسوم ہے، مسجد کی عمارت ابتک

…ے، بسلسلۂ عمارات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارتین دُور تک پھیلی ہوئی تھین، موقع نہایت عمدہ ہے، مسجد بالکل دریاے گنگ کے کنارہ واقع ہے، مسجد نہایت وسیع ہے، آس پاس کی عمارتین منہدم ہوگئی ہین، گو ابھی کسیقدر جا بجا در و دیوار باقی ہین، لیکن اس قابل نہین کہ موجودہ آثار باقیہ سے ہیئت و شان کا پتہ لگایا جا سکے، اب قرب وجوار کے اہل محلہ اسکی زمین کو اپنے مکانون مین شامل کرتے جاتے ہین، جس سے کچھ دنون مین بقیہ آثار بھی مٹ جائین گے،

مجھے کسی کتاب یا کتبہ سے تصریح نہ معلوم ہو سکی، لیکن عظیم آباد کے بڑے بوڑھون کی زبانی یہ روایت سننے مین آئی کہ ان عمارتون کا تعمیر کرنیوالا سیف خان نامی کوئی امیر تھا، اس نام کا ایک صوبہ دار بہار و بنگال جسکا صدر مقام پورنیہ تھا بے شبہہ گذرا ہے، ممکن ہے اسی نے پٹنہ مین عمارتین بنوائی ہون، ایک اور سیف خان صوبہ دار بھی جو بہت علم پرور تھا گذرا ہے، لیکن اُسکی مدت اقامت تقریبًا دو سال کی ہے، اس قلت مدت کی وجہ سے یہ نہین خیال ہو سکتا کہ یہ عمارتین اسی نے تعمیر کرائی ہین، کیونکہ اس سلسلۂ عمارت کی وسعت و شان کم از کم چھ سات سال کی مدت چاہتی ہے،

خاص پٹنہ کے محلہ صادقپور مین جو مشہور خاندان ہے وہ صرف علم و فن کے لئے مشہور ہے، اس خاندان مین متعدد علماء کبار پیدا ہوئے جنکی سوانحعمریان شائع ہو چکی ہین، اور جن سے اکثر اشخاص واقف ہو چکے ہین اسلئے یہان پر مجھے تفصیل بیان کرنیکی کوئی ضرورت نہین، یہان کے ہر عالم نے درس و تدریس کا سلسلہ برابر جاری رکھا، خاندان دولتمند تھا اسلئے بہت کچھ طلبا کی کفالت یہین سے ہوتی تھی، پٹنہ مین شمس العلما مولوی سید صاحب ایک مشہور رئیس صاحب علم و فضل گذرے ہین، جنکا نام بھی ہمیشہ علمی دنیا مین وقعت کے ساتھ لیا جائیگا،

آخری دور مین مولانا حکیم عبدالحمید صاحب، مولوی عبدالباری صاحب، مولوی کمال صاحب علی پوری مولانا عبدالحکیم صاحب صادقپوری یگانۂ روزگار فخر علم و فن تھے، اسوقت بھی اس شہر مین متعدد مدارس عربیہ قائم ہین

بنگال

بہار کے تذکرہ مین یہ بتایا جاچکا ہے کہ محمد بختیار خلجی سب سے پہلا امیر ہے جوان حدود کو فتح و مسخر کرسکا، اسکی فتوحات کی سرحد بنگال کے قدیم شہر ندیا تک وسیع تھی، بختیار نے قدیم شہر ندیا کی جگہ رنگ پور نامی شہر آباد کیا، اور وہان متعدد مسجد، مدرسے اور خانقاہین تعمیر کرائین، چنانچہ فرشتہ لکھتا ہے،

"ودر سرحد بنگالہ درعوض شہر نودیا شہرے موسوم بہ رنگ پور بنا کردہ دار الملک خود ساخت و مساجد و خانقاہ و مدارس دران شہر و ولایت برسم اسلام برونق و رواج تمام مزین و محلی گردانید" (فرشتہ جلد دوم)

غیاث الدین صوبہ دار بنگال نے مسند نشین ہوتے ہی ایک مسجد، ایک مدرسہ اور ایک کاروان سرا لکھنوتی مین بنایا، [1]

قریہ عمر پور مین ایک مقام ہے جسکا نام ابتک "درسباڑہ" [2] یعنی مدرسہ مشہور ہے اسکے باقیماندہ در و دیوار پر ایک کتبہ ہے، جس سے اسکی تعمیر عہد یوسف شاہی کی معلوم ہوتی ہے، اس کتبہ مین ایک مسجد کا بھی ذکر ہے جسکے آثار اب بالکل نہین ملتے، اثریات ہند کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد مدرسہ کی عمارت سے ملحق تھی،

ایک مدرسہ انتخی پور مین بھی تھا جسکے باقی ماندہ نشانات کا نام ابتک مدرسہ ٹیلہ ہے، [3]

گور مین ایک مربع عمارت کے آثار ساگر ڈگھی کے شمالی کنارہ پر موجود ہین، جسکے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ یہ مدرسہ تھا، قیاس غالب یہ ہے کہ اس مدرسہ کا بانی حسین شاہ ہوگا، عمارت کے موجودہ کھنڈر بتاتے ہین کہ یہ مدرسہ نہایت خوبصورت عظیم الشان اور وسیع ہوگا، جابجا سنگ مرمر اور سنگ سرخ کے نشانات ملتے ہین، جس سے اچھی طرح واضح ہوتا ہے کہ یہ عمارت گور کی دوسری قدیم عمارتون کی بہ نسبت زیادہ

---

[1]، [2]، [3] از کتاب بابو نرندرا ناتھ لا،

شان و شوکت اور عمدہ ہوگی،

خورشید جہان نامہ کے مصنف الٰہی بخش حسینی کے بیان سے گور محلۂ غرہ شہید یا گور شہید مین ریاض السلاطین کے مصنف غلام حسین کے مکان کے قریب بھی ایک مدرسہ کا پتہ چلتا ہے، اس مدرسہ کے باقیماندہ عمارت پر کتبہ ملا ہے اس سے بانی کا نام حسین شاہ ظاہر ہوتا ہے، کتبہ کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے،

"رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے اطلبوا العلم ولوکان بالصین یہ مدرسہ عالیشان سلطان عظیم سید السادات علاء الدنیا والدین ابو المظفر حسین شاہ الملک الحسینی خلد اللہ ملکہ کے حکم سے یکم رمضان ۹۰۷ھ مین بنایا گیا،

گور کے ان دونون مدرسون کا تذکرہ نرندرا ناتھ لا نے اپنی کتاب "ہندوستان کی علمی ترقی" مین کیا ہے، (حاشیہ پر ربونشا صفحہ ۴۳ اور ۸۰ کا حوالہ دیا ہے، لیکن قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو یہ دو مدرسے نہین ہین، درصل ایک مدرسہ ہے اور چونکہ خورشید جہان نامہ کے مصنف نے اسکا پتہ دوسرا دیا ہے، اس سے دھوکا ہوا اور دو مختلف مدرسے سمجھ لئے گئے، یا یہ کہ پہلے مدرسہ کے بانی کا نام حسین شاہ جو قیاس کیا گیا ہے غلط ہے، کسی دوسرے نے اسکو بنوایا ہو، اس صورت مین البتہ یہ دو مدرسے ہوسکتے ہین،

ڈھاکہ

امیر الامرا شائستہ خان، عالمگیر کا ماموں اور عہد شاہجہانی و عالمگیری کا ممتاز امیر، جو مختلف حصص ملک کا ناظم رہا تھا، اور جہان جہان گیا، اس نے اپنی یادگارین چھوڑی ہتین، جسکی نسبت مصنف مآثر الامرا لکھتا ہے کہ

"آثار خیر از قبیل رباط و مسجد و جسر (کہ لکھا لبصرف آن رفتہ) در چار دانگ ہندوستان از دے بسیار یادگار" صفحہ ۷۰۵، جلد دوم۔

اُس نے یہان لب دریا ایک مدرسہ مع مسجد بنوایا، یہ مدرسہ گذشتہ صدی کے نصف اول تک قائم تھا، کچھ دنون ویران رہنے کے بعد اب مدرسہ کی عمارت ایڈن ہاسپٹل مین شامل کرلیگئی ہے اسوقت صرف کنارہ دریا ایک گھاٹ اور مسجد باقی ہے، مسجد پر کتبہ بھی تھا، لیکن آتش زدگی سے خراب ہوگیا ہے تاہم جسقدر حصہ پڑھا جاتا ہے وہ یہ ہے،

"الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین - اما بعد آنکہ چون این مقام خجستہ فرجام خیر خواہ فقرا امید وار رحمت حق جل وعلا شائستہ خان امیر الامرا احداث نمودہ وقف شرعی کردہ کہ تمام محصول این بصرف تعمیر و وظیفہ خدمت مسجد و مستحقین و متوکلین .... حکام ذوی الاقتدار و امرار نامدار این امیر خیر مستمر و مستقر دارند کردرین وقف ..... نماید ...... حق محروم خواہد شد ..... کردہ ...... مستحقین .... شد سال ......"

حکیم مولوی حبیب الرحمن صاحب[1] ڈھاکہ تحریر فرماتے ہین کہ نواح ڈھاکہ کے مشہور بزرگ "شاہ نوری علیہ الرحمۃ" نے اپنی کتاب "کبریت احمر" مین تحریر فرمایا ہے کہ وہ اپنی ابتدا عمر مین روزانہ "مغ بازار" سے جو شہر سے تقریبًا چار میل دکھن کی طرف مشہور گاؤن ہے اس مدرسہ مین پڑھنے کے لئے آتے تھے، یہ تقریبًا سنہ ۱۱۲۰ھ کا واقعہ ہے، نیز حکیم صاحب موصوف کا بیان ہے کہ میرے پاس "فتاوٰی خانیہ" کا ایک نسخہ موجود ہے، جسکو کسی طالبعلم نے سنہ ۱۱۴۳ھ مین اسی مدرسہ مین بیٹھکر نقل کیا تھا،

شائستہ خان کے نامکمل قلعہ سے کوئی دو فرلانگ پچھم ایک عظیم الشان مسجد ہے، جو خان محمد میردہ کی مسجد کہلاتی ہے، یہ عمارت دومنزلہ ہے، نیچے کے کمرے طلبا کے لئے دار الاقامہ تھے، اور صحن مسجد کے شمالی جانب چارون طرف کھلے ہوئے وسیع اور ہوادار کمرے مدرسہ کے نام سے ابتک موجود و مشہور ہین مسجد مین حسب ذیل کتبہ منقوش ہے،

[1] جناب حکیم صاحب کا ممنون ہون کہ آپنے مدارس ڈھاکہ کی نقل کتبات بھیجکر میری مدد فرمائی ہے،

بعہد شاہ اہل ہمت وداد — کہ داد انقیاد شرع ودین داد
زہے شاہے کہ باشد زیب اورنگ — خجے ماہے کہ مہرش گشتہ منقاد
دل صدق آشنائے حامی شرع — عباد اللہ قاضی کرد ارشاد
کہ از بہر عبادت خان محمد — کند مسجد بصدق خویش بنیاد
بفکر سال تاریخش چو رفتم — ندائے ہاتفی از غیب در داد
سر کفر از بنائش رفت برباد — ز طاعت خانہ اش تاریخ ایجاد

سنہ ۱۱۱۶ھ

اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے محمد اعظم کے نام پر ڈھاکہ مین ایک محلہ اعظم پورہ آباد ہے، اس محلہ کے میدان مین ایک دومنزلہ مسجد ہے، اس مسجد کے بالائی حصہ مین شمالی جانب چند نہایت ہوادار اور وسیع کمرے مدرسہ کے نام سے ابتک زبان زد عام ہین، کتبہ سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ یہ مدرسہ تصوف وعلوم باطن کی مشق گاہ تھا، ممکن ہے کہ بعد کو علوم باطن کی جگہ علوم ظاہر نے لیلی ہو، اور اسی دن سے اُسکا نام مدرسہ مشہور ہوگیا ہو، کتبہ کی عبارت منظوم یہ ہے،

عارف حق شناس فیض اللہ — ساختہ مسجدے لوجہ الحق
باد بہر حصول عین یقین — عابدان را وسیلۂ اوثق
مسکن ذاکران صاحب شوق — مثل قصر بہشت پُر رونق
پے تاریخ آن عبادت گاہ — در دلم ریخت معنی ابلق
انہ من کسیت اللہ — معبد ... معر لاہل الحق

سنہ ۱۱۶۰ھ

مرشد آباد

سیر المتاخرین سے معلوم ہوتا ہے کہ علی وردی خان مرشد آبادی علوم وفنون کا شیدائی تھا، اُس نے

عظیم آباد سے متعدد علما، وفضلا کو مرشد آباد آنیکی دعوت دی اور اُنکے لئے گرانقدر وظائف مقرر کئے، یہ علما، اسکی دعوت پر عظیم آباد سے مرشد آباد گئے، اُن مین سے چند کے نام یہ ہین، میر محمد علی، حسین خان علی ابراہیم خان اور حاجی محمد خان وغیرہ، ان لوگون مین اول الذکر ایک بہت بڑے کتبخانہ کے مالک رہے جسمین دو ہزار مجلدات ہیتین،

مرشد آباد مین ایک عالیشان مدرسہ کٹرہ مدرسہ[1] کے نام سے مشہور ہے، جسکی شاندار عمارت ابتک اپنے گذشتہ عہد عظمت کو یاد دلا رہی ہے، اس مدرسہ کا بانی جعفر خان تہا،

نرندرا ناتھ لا کی کتاب کے صفحہ ۱۱۴ سے معلوم ہوتا ہی کہ بنگال کے ایک مقام سیلاپور نامی مین اٹھارہوین صدی عیسوی کے آخر تک چند تعلیمی مقامات باقی رہ گئے تھے جنکو ہندوستان کے عہد ماضی کی علمی یادگار سمجھنا چاہیئے، ان مدرسون مین ہندو مسلمان دونون عربی اور فارسی علوم وفنون کی تعلیم حاصل کرتے تھے،

گو موجودہ زمانہ مین مسلمانان بنگال تعلیمی حیثیت سے کوئی اہمیت نہین رکہتے لیکن انکا عہد ماضی یقیناً اس حیثیت سے بہت شاندار ہے، مذکورۂ بالا مدارس حکومت وامراء حکومت کے قائم کئے ہوئے تھے، لیکن وہان کے عام اشخاص وزمیندار بھی اپنے صوبہ کی تعلیمی ترقی مین بہت کچھ دلچسپی اور حصہ لیتے تھے، چنانچہ اسٹوارٹ اپنی تاریخ بنگال مین لکہتا ہے کہ بیربھوم کے ایک بڑے زمیندار اسد اللہ نامی نے علوم وطلبا، وعلما، کی خدمت واعانت کے لئے اپنی نصف جائداد وقف کردی.

بوہار

علاقہ بردوان کے ایک گاؤن بوہار کے زمیندار اعظم منشی صدر الدین کی درخواست واصرار پر مولانا بحر العلوم مرحوم وہان تشریف لیگئے[2]، اور منشی صدر الدین نے خاص بوہار مین ایک مدرسہ مولانا ممدوح کے لئے قائم کیا، جسمین ایک عرصہ تک مولانا مشغول درس وتدریس رہے، غالباً یہ مدرسہ [illegible] قائم ہو ہوگا، صحیح تاریخ ... معلوم ہو سکی، مولانا کی تنخواہ چار سو روپے علاوہ سو شاگردون کا [illegible] منشی صدر الدین نے مقرر کیا،

یہان مولانا کے مشہور شاگردون مین ایک شخص سید غلام مصطفیٰ بردوانی پیدا ہوئے جو کچھ [illegible] دنون کے لئے ضلع اٹاوہ کے مفتی رہے، اور اسکے بعد اپنے حوالی وطن مین ضلع بیربھوم کے مفتی مقرر [illegible] فارسی شاعری کا بھی اچھا ذوق رکہتے تھے[1]، اُنکے دو شعر یہ ہین،

دی کہ نہال قامتش جلوہ گر از نظر گذشت	دل ز شکیب باز ماند جان ز قرار در گذشت
عشق چہ آفت اور دہر گز از ان خبر نبود	ہیچ مپرس سر گذشت برق بلا ز سر گذشت

(باقی)

ابو الحسنات ندوی

[1] کتاب نرندرا ناتھ لا، [2] انصاف اربعہ،

[1] تذکرۂ صبح گلشن

لی بان کا فلسفہ

از مولانا عبدالسلام ندوی

ع باز گو از نجد و از یارانِ نجد۔

مدت کا بھولا ہوا کام آج پھر یاد آیا ہے، ناظرین از راہ عنایت آج سے ۷ نمبر پہلے کے

پرچے سلسلہ کے لئے اُٹھالیں یعنی نمبر ۵ جلد سوم،

تعلیم | نظام تمدن، نظام سیاست، نظام اخلاق، غرض نوع انسان کے تمام ممیزات خصو

دار و مدار صرف تعلیم و تربیت پر ہے، لی بان کی تمام تصنیفات کا موضوع یہی چیزین ہین، اسلئے اُس

موثرات نفس انسانی مین تعلیم کو نہایت اہم خیال کیا ہے، چنانچہ روح الاجتماع مین جہان تعلیم و تربیت

بحث کی ہے، لکھتا ہے،

"اُس مین قوم کو جو تعلیم دیجاتی ہے، وہ ایک آئینہ ہے جسمین مستقبل کے عواقب و نتائج کا عکس

نظر آتا ہے، اسی طرح جماعت کی روح بعض دوسری حیثیتون سے تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے بُرا یا بھلا

اثر قبول کرتی ہے، اسلئے ہمکو یہ جاننا ضروری ہے کہ مروج الوقت طریقۂ تعلیم و تربیت نے جماعت

کی روح مین کس قسم کی استعداد پیدا کی ہے"

اس بنا پر اُس نے تعلیم و تربیت پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے، جسکا نام "نفسیات تعلیم" ہے

اور فرانس مین اسقدر مقبول ہوئی کہ اب تک اسکے اگیارہ ایڈیشن نکل چکے ہین، اس نے روح الاجتماع

مین بھی تعلیم و تربیت پر نہایت تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے، لیکن "سر تطور الامم" مین اُس نے تعلیم و

تربیت پر کوئی مستقل فصل قائم نہین کی ہے، اُسکے متعلق ضمناً جو کچھ لکھ گیا ہے، وہ اسی روح الاجتماع کے

مطالب ہے، اسلئے ہم نے ریویو کے اس حصہ مین روح الاجتماع کے مباحث کو بھی شامل کرلیا ہے،

تعلیم کے متعلق اگرچہ مختلف حیثیتون سے بحث کیجاسکتی ہے، لیکن اصولی مباحث حسب ذیل ہین،

(۱) ہر قوم اور ہر فرقہ کا نظام تعلیم و طریقۂ تربیت متحد ہونا چاہئیے یا مختلف؟

(۲) تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے کسی قوم کے نظام اخلاق، نظام سیاست، اور نظام تمدن مین انقلاب

پیدا کیا جاسکتا ہے یا نہین؟

(۳) عام طور پر جو طریقۂ تعلیم جاری ہے وہ قومی ترقی کے لئے مفید ہے یا مضر؟

(۴) اسوقت کس قوم کا طریقۂ تعلیم بہتر اور قابل تقلید ہے؟

لی بان نے سر تطور الامم کے مقدمہ مین پہلے سوال کا جواب ان مختصر الفاظ مین دیا ہے،

"ابتک علم النفس جس درجہ تک پہنچ چکا ہے، اُس سے مختلف تجربون کے بعد یہ ثابت ہوا ہو کہ

نظام حکومت اور جو طریقۂ تعلیم و تربیت چند افراد یا ایک قوم کے لئے مفید ہے وہ دوسرے افراد

اور دوسری قوم کے لئے مضر ہے"۔

دوسرا سوال چونکہ "سر تطور الامم" کے موضوع سے خاص تعلق رکھتا ہے، اسلئے اُس نے اس

کتاب مین جابجا اُسکا جواب دیا ہے، لی بان کے نزدیک تعلیم و تربیت بلکہ دنیا کی کوئی چیز نظام اخلاق،

نظام تمدن، اور نظام سیاست پر اثر نہین ڈال سکتی، یہ تمام چیزین ہر قوم کے مزاج عقلی کا مظہر بلکہ پرتو

ہین اور مزاج عقلی ایک موروثی چیز ہے، جسکو صرف وراثت ہی بدل سکتی ہے، چنانچہ لکھتا ہے:۔

"مزاج عقلی کے اسی اختلاف کی بنا پر متمدن قومین اپنے تمدن و تہذیب کو غیر متمدن قومون مین

منتقل نہین کر سکتین، جو لوگ دنیا مین صرف عقلی حکومت قائم کرنا چاہتے ہین، انکا خیال ہے کہ تعلیم اس

مشکل کو حل کر دیگی، تمام دنیا نے انکی رائے کو قبول کرلیا ہے، لیکن میرے نزدیک اس سے زیادہ مضر

اور اس سے زیادہ بے اثر کوئی خیال نہین ہو سکتا، بے شبہ ایک غیر متمدن آدمی اپنی فطری قوت حافظہ سے

یورپ کے تمام علوم و فنون پر حاوی ہو سکتا ہے، بے شبہہ ایک حبشی یا ایک جاپانی نہایت آسانی کے ساتھ بیرسٹری کی سند حاصل کر سکتا ہے، لیکن با این ہمہ اُسپر اُن علوم و فنون کا صرف سطحی رنگ چڑھ سکتا ہے، جس سے اسکا مزاج عقلی متاثر نہین ہو سکتا، اسلئے یورپین دماغون کے غور و فکر کا طریقہ، بالخصوص یورپین اخلاق و عادات اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم بھی ان مین نہین پیدا کر سکتی کیونکہ وہ صرف وراثت ہی کے ذریعہ سے پیدا ہو سکتے ہین، یہی وجہ ہے کہ ایک حبشی یا ایک جاپانی تمام ڈگریان حاصل کرنیکے بعد بھی اخلاقی حیثیت سے ایک معمولی یورپین کی بھی ہمسری نہین کر سکتا وہ دس برس کی مدت مین اُن تمام علوم و فنون کو حاصل کر سکتا ہے جنکو ایک انگریز حاصل کر سکتا ہے، لیکن وہ ہزار برس مین بھی عملی طور انگریز نہین بن سکتا"۔

ایک دوسرے موقع پر لکھتا ہے :-

"یورپ نے اس تمدنی انقلاب مین تعلیم و تربیت اور نظام سیاست کے ذریعہ سے جو فائدہ اُٹھانا چاہا ہے وہ بالکل ناکافی ہے، تمام تمدنی شاخون کا مبدءِ اصلی قوم کا وہ مزاج عقلی ہوتا ہے جو صدیون کے موروثی اثر سے پیدا ہو جاتا ہے، اور جب تک یہ مزاج نہ بدلجائے تمدنی شاخون مین کسی قسم کا تغیر نہین پیدا کیا جا سکتا، لیکن مزاج عقلی کو صرف زمانہ ہی بدل سکتا ہے، خود فاتح قومین اس مین کوئی تغیر نہین پیدا کر سکتین، اس بنا پر جو لوگ تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے ان مراحل کو پھاندنا چاہتے ہین وہ اس قوم کے نظام اخلاق کو پراگندہ اور اُسکے دماغ کو پریشان کرتے ہین، اور اسکو ایک ایسی سطح کی طرف لیجانا چاہتے ہین جو پہلے سے بھی زیادہ پست ہے"۔

روح الاجتماع مین لکھتا ہے :-

"اس زمانہ مین عام طور پر یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ تعلیم اشخاص کے اندر ایک محسوس تغیر پیدا کر سکتی ہے، اور اسکا یقینی نتیجہ انکی اصلاح، بلکہ مساوات باہمی کی صورت مین ظاہر ہوگا،

بار بار کے اعادہ و تکرار سے یہ ایک نہایت مستحکم مذہب بنگیا ہے، اور جسطرح قدیم زمانہ مین کلیسا کے اقتدار کو ٹھیس لگانا مشکل تھا، اُسی طرح آج اس مذہب سے تعرض کرنا دشوار ہے،

لیکن یہ خیال علم النفس اور تجربہ دونون کے مخالف ہے، بہت سے اکابر فلسفہ، خصوصاً ہربرٹ اسپنسر نے ثابت کر دیا ہے کہ تعلیم نہ نوع انسان کی تہذیب و سعادت مین کوئی اضافہ کر سکتی، نہ اسکی موروثی فطرت اور جذبات کو بدل سکتی"۔

بلکہ اگر طریقۂ تعلیم مین یہ خرابیان ہین تو وہ نہایت خطرناک نتائج پیدا کر سکتی ہے، چنانچہ اعداد و شمار سے ثابت ہوتا ہے کہ،

"تعلیم کی اشاعت سے جرائم کے میلان مین بہت کچھ ترقی ہوئی ہے، یا کم از کم تعلیم کے ایک مخصوص طریقہ نے اسکو ترقی دی ہے، سوسائٹی کے سب سے بڑے دشمن انارکسٹ اسی گروہ مین پیدا ہوتے ہین جس نے مدارس مین ڈگریان حاصل کی ہین، ایک مشہور جج کہتا ہے کہ "چار ہزار مجرمون مین تین ہزار تعلیم یافتہ، اور صرف ایک ہزار ناخواندہ لوگ ہوتے ہین"۔ آج سے پچاس سال پیشتر جرائم کی تعداد فی لاکھ نفر ۲۲۷۰ تھی، اور اب ترقی کرکے ۲۵۲ ہو گئی ہے، یعنی فیصدی ۱۳۳ کا اضافہ ہو گیا ہے، دوسرے ججون کی رائے ہے کہ "زیادہ تر جرائم کی نشو و نما ان نوجوانون مین ہوئی ہے جنھون نے اپنے پیشہ کی تعلیم چھوڑ کر جبری تعلیم حاصل کرنا شروع کی ہے"۔

لیکن با این ہمہ اُسکے نزدیک تعلیم بالکل بے اثر چیز بھی نہین، وہ اگرچہ نظام اخلاق پر کوئی مفید اثر نہین ڈالتی، تاہم انسان کو متعدد علمی قابلیتون کا مظہر بنا سکتی ہے، اس لحاظ سے تعلیم و تربیت کے حسن و قبح، عیب و ہنر اور نفع و ضرر کا معیار صرف یہ ہے کہ "اس نے انسان کی قابلیت مین کسقدر اضافہ کیا" یہی معیار ہے جو تیسرے سوال کا خلاصہ ہے، اور لیبان نے نہایت تفصیل کے ساتھ اسکا جواب دیا ہے، اس جواب مین اگرچہ اس نے صرف لیٹن نظام تعلیم کو پیش نظر رکھا ہے، تاہم انگلستان اور جرمنی کے

سوا یہی نظام تعلیم ہر جگہ قائم ہے، اسلئے وہ ہر ملک اور ہر قوم کی تعلیمی حالت پر منطبق ہو سکتا ہے خوش قسمتی سے

لیبان کو لیٹن طریقۂ تعلیم و تربیت پر بحث کرنیکے لئے نہایت مستند مواد اور کافی ذخیرہ ہاتھ آیا ہے،

فرانس مین مشہور سایکالوجسٹ پروفیسر ریبو کی زیر صدارت ایک کمیشن تعلیمی تحقیقات کے لئے بیٹھا تھا

جس نے اپنی رپورٹ چھ جلدون مین شایع کی ہے، اس قابل اعتماد رپورٹ کی بنا پر لیبان نے

فرنچ طریقۂ تعلیم کی نسبت حسب ذیل راے قائم کی ہے،

(۱) فرنچ طریقۂ تعلیم انگریزی و جرمن طریقۂ تعلیم سے کم رتبہ ہے، وہان کی یونیورسٹیان علم مین اضافہ کرتی ہین، بخلاف اسکے پیرس یونیورسٹی فرانس کے زوال و انحطاط مین معین ہو رہی ہے،

(۲) یہان کا نصاب تعلیم ضخامت کے لحاظ سے بہت بڑا ہے،

(۳) نصاب تعلیم مین کتابون کا انتخاب نہایت لغو اصول پر کیا جاتا ہے،

(۴) پروفیسر عموماً وہ لوگ مقرر کئے جاتے ہین جو کتابون کے کیڑے ہوتے ہین، مگر خاص اس فن کے بہتر معلم نہین ہوتے،

(۵) ہر درجہ مین طلبار کی تعداد اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ ایک استاد انکی نگرانی نہین کر سکتا،

(۶) تعلیم محض کتابی ہوتی ہے،

(۷) دماغی تعلیم و تربیت پر اتنا زور دیا جاتا ہے کہ جسمانی نشو و نما ناممکن ہو جاتی ہے،

(۸) امتحان و انعام کے طریقے کچھ اچھے محرک نہین، ان سے طلبا مین غرور و خود پسندی پیدا ہوتی ہے،

(۹) لیٹن اور یونانی وغیرہ قدیم زبانون پر زیادہ وقت صرف کیا جاتا ہے جو محض بیکار ہے۔

(۱۰) امتحانون مین صرف کتابی معلومات کی جانچ ہوتی ہے، طلبہ کی اصل استعداد و قابلیت کا کوئی اندازہ نہین ہوتا،

"سر تطور الامم" مین جہان لیٹن قومون کے زوال و انحطاط پر بحث کی ہے، اجمالاً اسی خیال کا اعادہ

کیا ہے، چنانچہ لکھتا ہے:-

اس حالت کا بدلنا سخت مشکل ہے، کیونکہ سب سے پہلے ہمکو اس افسوسناک لیٹن طریقۂ تربیت کو بدلنا پڑیگا، جو ہمکو قوت استنباط اور ہمت سے (اگر ہم مین وراثتہً یہ جوہر موجود ہین) معرا کر کے ہمارے ملکۂ استقلال عقلی کو بالکل فنا کر دیتا ہے، کیونکہ تعلیم یافتہ نوجوانون کا سب سے بڑا مقصد یہ ہوتا ہے کہ امتحانات مین گوے سبقت لیجائین، اور یہ ایک ایسا بدترین مقصد ہے جسمین صرف قوت حافظہ سے کام لینا پڑتا ہے، اور اسیکا یہ نتیجہ ہے کہ تمام قومی کامون کو صرف وہ لوگ انجام دیتے ہین جنہین تقلید کے سوا اور کوئی قابلیت نہین ہوتی، یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ ان کامون کو بہت کم ہاتھ لگاتے ہین جنمین ذاتی ہمت اور بیباکانہ جرأت کی ضرورت ہے،"

لیکن "روح الاجتماع" مین اس طریقۂ تعلیم کے خطرناک نتائج پر نہایت تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے اور اسکی اصلاح کا طریقہ بتایا ہے، اور متعدد ماہران تعلیم کی راے سے اسکی تائید کی ہے، چنانچہ لکھتا ہے،

"اس طریقۂ تربیت سے لوگون کو خیال پیدا ہوتا ہے کہ کتاب کا ازبر کر لینا، ذہانت کو ترقی دیتا ہے، اسلئے ابتدا سے لیکر انتہا تک کے طلبار کے لئے انھون نے اسکو بقدر استطاعت لازمی کر دیا ہے، حالانکہ اس سے نہ قواے عقلیہ کو نشو و نما حاصل ہوتی ہے، نہ عملی ملکہ پیدا ہوتا ہے، کیونکہ طالب علم کی نگاہ مین اس تعلیم کا مقصد رٹ لینے کے سوا کچھ نہین ہوتا، موسیو ژول سیمان قدیم وزیر تعلیم فرماتے ہین کہ اس طریقۂ تعلیم مین طالبعلم کی کل کوششون کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ یہ اعتقاد کرے کہ معلم ہر قسم کی غلطی سے محفوظ ہے جو سراسر ہماری کمزوری ہے،"

صرف یہی نہین کہ یہ طریقۂ تعلیم غیر مفید ہے بلکہ اسکا سب سے زیادہ خطرناک نتیجہ یہ ہے کہ وہ طالبعلم کے تمام قواے فطریہ کو افسردہ کر دیتا ہے، اسلئے ایک کاریگر، کاریگر بننا پسند نہین کرتا، کاشتکار، زراعت کی طرف مائل نہین ہوتا، ان کامون کو چھوڑ کر طبقۂ وسطی کے لئے صرف ایک علمی

میدان باقی رہجاتا ہے، یعنی سلطنت کے قصر و ایوان"

حکومت کی یہی دریوزہ گری بعض اوقات شورش اور بغاوت کی صورت اختیار کر لیتی ہی کیونکہ

"جو حکومت اس جماعت کو تیار کرتی ہے وہ صرف چند کو ملازمت دیسکتی ہے، اور باقی لوگ بیکار رہجاتے ہین، یہی وہ لوگ ہین جو ہر قسم کی شورش اور بغاوت کے لئے تیار رہتے ہین، کیونکہ انسان جب اپنے علوم و معارف کے لئے کوئی محل استعمال نہ پائیگا تو لا محالہ اپنی ہی قوم سے بغاوت کریگا"

لی بان کے نزدیک اس نظام تعلیم کے اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ اس قسم کی تمام کتابین درس سے خارج کر دیجائین، امتحان کا یہ دماغ پاش طریقہ موقوف کر دیا جائے، اور طلباء کو صرف عملی تعلیم دیجائے کیونکہ جیساکہ موسیو ٹابین نے لکہا ہے،

"خیالات صرف اپنے معمولی مولد طبعی ہی مین پیدا ہوتے ہین، اور اُنکے بیج کو صرف وہ مختلف و متعدد موثرات نشو و نما دیتے ہین، جن سے ایک نوخیز طالبعلم کارخانون مین، کانون مین، محکمون مین، اسپتالون مین، آلات و ادوات کو دیکھکر اُن سے کام لیکر خریدارون اور مزدورون کے مجمع مین رہ کر اور ان بری، بھلی، سستی، مہنگی چیزون کو بنا کر روز متاثر ہوتا ہے، یہی چھوٹے چھوٹے ذرے جنکو آنکھ، کان، ناک اور ہاتھ بلاقصد چن لیتے ہین، جب نوجوان طالبعلم کے دل مین جمع ہوجاتے ہین، اور اُن کا خمیر پختہ ہوجاتا ہے، تو وہ اُسکو مفردات کی ترکیب اور مرکبات کی تحلیل کی طرف رہنمائی کرتے ہین، اور اقتصاد و اختراع کا طریقہ سکہاتے ہین"

لیکن فرانس کی خاک ان ذرون کی ذرہ نوازیون سے بالکل محروم ہے، یہ طریقہ تعلیم صرف انگلستان اور امریکہ مین جاری ہے، اسلئے وہان تاجر پیدا ہوتے ہین، صناع پیدا ہوتے ہین، سپہ سالار پیدا ہوسکتے ہین، غرض وہ تمام لوگ پیدا ہوتے ہین جو دنیا مین کامیاب زندگی بسر کر سکتے ہین، انگلستان مجموعی

...ینی کی صرف نظام اخلاق کی بل پر چلتی ہے، اسلئے وہ اُسی کے پرزون کو مستحکم کرتا ہے، اور دماغ کو بہت زیادہ طاقتور نہین بناتا، کیونکہ اُسکا میدان نہایت تنگ ہے، اور اپنے جوہر صرف تصنیف و تالیف کے تاریک حجرے اور مطالعہ کی میز ہی پر دکہا سکتا ہے، چنانچہ ایکبار گیزو نے انگریزی مدارس کا معائنہ کیا تو اُس سے بعض پروفیسرون نے کہا،

"مین طلبا کے روح کے اندر لوہا پگہلا کے ڈالنا چاہتا ہون"

لی بان پر اس جملے کا اسقدر اثر ہے کہ وہ نہایت حسرت سے پوچہتا ہے کہ

"کیا لیٹن تو ہن مین بھی ایسے پروفیسر اور ایسا نظام تعلیم موجود ہے جو ایسا اعلیٰ خیال پیدا کر سکتا ہے"؟

گو کہ اسکو فرینچ مدارس کے در و دیوار کچھ جواب نہین دیتے، تاہم یہ خاموشی بھی ہمارے چوتھے سوال کا جواب ہے، کیونکہ ایسے موقع پر جہان فرانس کی مشہور "آرٹیٹری" خاموش ہے، وہان ہندوستان کی زبان گنگ کیا بول سکتی ہے، اُسکے لئے صرف یہی فخر کافی ہے، کہ وہ اس سلطنت کی آغوشِ تربیت مین پل رہا ہے، جسکا نظام تعلیم تمام دنیا سے بہتر ہے، اگرچہ وہ تمام دنیا کے نظام تعلیم کو بہتر بنانا نہین چاہتی،

کلدانی تمدن

ازمولوی محمد سعید صاحب انصاری رفیق دارالمصنفین

مصر کے بعد کلدان کا درجہ ہے، اور یہ ان مختلف قومون کے مجموعہ کا نام ہے، جنکی آبادی دجلہ و فرات کی وادیون کے درمیان تھی،

آلہیات اشوریون کا خداے اعظم اسور تہا، اسکے بعد چند اور معبود تھے جو دو صفون مین مرتب کیے جاتے تھے، پہلی صف مین چہہ دیوتا تھے، جنمین نصف مذکر اور نصف مونث تھے، اِنکے نام یہ ہین انو بیل، ھیا، (یہ دیوتا تھے) آننہ (بلوتون) بلت (مشتری) ملتہ (پنچون) (یہ دیویان ہین) دوسری صف مین تین دیوتا تھے، جنکے نام یہ ہین، سین (قمر) شامش (شمس) ایقا (ہوا) ان دو صفون کے بعد تیسری صف مین پانچ ستارے تھے جنکو یہ لوگ معبود کہتے تھے، اُنکے نام یہ ہین انینپت (زحل مردواخ (مشتری)[1] نرغال (مریخ) ایشتار (زہرہ) ینبو (عطارد) انکے علاوہ چند اور دیوتا بھی تھے مثلاً نسروخ (اسکا سر گدھ کا سا اور دو پر بناتے تھے) یتن (اسکو انسان بناتے تھے لیکن اسکی پیٹھ مچھلی کی رکھتے تھے) وغیرہ،[2]

اسور جو بابل مین ایلو کہلاتا تہا، تین دیوتاؤن کا مصدر سمجھا جاتا تہا، چنانچہ انو، بیل (بعل) ھیا، (نواح) جو بالترتیب رب الظلمۃ، ملک الارواح، اور عالم کے نام ہین، اسی سے مشتق ہین،[3] خیانت، کذب، خون ریزی، اور ظلم وستم اس مذہب کے ضروری ارکان تھے، چنانچہ یہ لوگ

[1] یہ صحیح نہین بلکہ مردواخ، مریخ کو کہتے ہین، دیکھو آداب اللغۃ العربیہ صفحہ ۱۰۲ جلد ۱، [2] معجم العمران صفحہ ۲۰۹ جلد ۱، [3] تاریخ الحضارۃ صفحہ ۲۹ جلد ۱،

جب کسی قوم پر فتحیاب ہوتے، تو لوٹ مار کرتے، شہرون مین آگ لگاتے، قیدیون کو ذبح کرتے اور انکی کھال کھینچتے، اور ان اعمال پر فخر کرتے تھے، چنانچہ اشوری بادشاہون کے جو کتبے دستیاب ہوئے ہین ان مین ان باتون کا نہایت فخرانہ ذکر کیا گیا ہے، چنانچہ اسورنازیرپال کہتا ہے،

"مین نے بڑے شہر کے پہاٹک کے سامنے ایک دیوار بنائی ہے، اور روساے بغاوت کی کھال کھینچکر اُسکو منڈھا ہے، بعضون کو دیوار کی جڑ مین زندہ گاڑا ہے، بعضون کو دیوار پر لٹکا کر سولی دی ہے بعضون کی اپنے سامنے کھال کھنچوائی ہے، اور اُسکا دیوار کا غلاف پہنایا ہے، اور انکے سرون اور جسمون کو تاج واکلیل کی صورت مین چنوا دیا ہے"

توکلابالازار کہتا ہے،

"مین نے بادشاہ کو اُسکے تخت گاہ مین قید کر دیا ہے، پہاٹکون کے سامنے جسمون کا ایک انبار لگایا ہے، تمام شہر برباد کر کے آگ کی نذر کر گئے ہین، اور اب ایسے ویران ہو گئے ہین کہ وہان الّو بولتا ہے"[1]

اشوریون مین نکاح کا طریقہ ہیرودوٹس کے قول کے مطابق یہ تہا کہ سال مین ایک مرتبہ لڑکیان نیلام کیجاتی ہین، اور حسین لڑکیون کو فروخت کر کے اُنکی قیمت بدصورت لڑکیون کے سامان مین لگادی جاتی تھی، ہیرودوٹس کے نزدیک یہ قانون تمام قوانین سے زیادہ مستحکم تہا،

انہین مذہبی رسوم کی بنا پر علامہ فرید وجدی نے لکھا ہے کہ اشوریون کا مذہب مصریون سے فروتر تہا، کیونکہ ان سے ایسی وحشیانہ حرکتین سرزد ہوئی ہین جو اُنکے دامن تمدن پر نہایت بدنما داغ ہین،[2] البتہ حمورابی نے جو حضرت مسیح سے ۲۳۰۰ برس پہلے گذرا ہے، قدیم مذہب کی اصلاح کی اور ایک مکمل شریعت جو ۲۸۲ دفعات پر مشتمل تھی، چند پتھرون پر نقش کرائی، یہ کتاب صحائف قانونی مین سب سے پہلا صحیفہ ہے، اور اسمین نکاح، طلاق، تبنّی، وراثت وغیرہ کے قوانین ہین، اور ہر باب الگ ہے

[1] تاریخ الحضارۃ صفحہ ۲۵ و ۲۶ جلد ۱، [2] ایضاً صفحہ ۲۹، [3] کنز العلوم صفحہ ۶۸،

رہن اور امانت کے متعلق اُسمین جو شرائط مذکور ہین، انصاف یہ ہے کہ خود یورپ کی متمدن قومون [illegible]
بھی اس سے زیادہ نہین ہے۔[1]

فلکیات کلدان کے علم الفلک کی اگرچہ مسلمانون کو بہت کم اطلاع حاصل ہوئی تھی، اور جیسا کہ ابن صاعد [illegible]
طبقات الامم مین تصریح کی ہے کہ اُنکو کلدانیون کی صرف وہ تحقیقات معلوم تہین جنکا بطلیموس نے مجسطی
مین ذکر کیا ہے، تاہم موجودہ زمانہ کی تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ کلدانی علم الفلک مصری علم الفلک [illegible]
بہت اعلیٰ تہا، اور تمام قومون مین منازل نجوم جاننے کے جو طریقے رائج تھے وہ سب اسی بابلی طریقہ [illegible]
ماخوذ تھے،[2]

بابلی کسوف (سورج گہن) کے صحیح اسباب بیان کرتے، اور خسوف (چاند گہن) کا ٹہیک حساب
لگاتے تھے، چنانچہ اُنھون نے اس ضمن مین جو حساب لگایا ہے وہ موجودہ تحقیقات کے بہت قریب [illegible]
منطقة البروج، ہفتہ کے سات دن، سال کے بارہ ماہ، دن کی ۲۴ گہنٹے، گہنٹہ کی ۶۰ منٹ اور منٹ
کی ۶۰ سکنڈ پر سب سے پہلے یہین تقسیم ہوئی تھی، کسی چیز کے طول کو دیکھکر پیمائش یا وزن کا اندازہ [illegible]
بھی یہین کا اختراع ہے،[3]

یہ لوگ آسمان کے تلے اوپر سات طبقے مانتے تھے، اور اُنکو تُپقات ([illegible])
کہتے تھے، جس سے عربی اصطلاح طبقات بنی ہے، ہر طبقہ مین کواکب متحیرہ خمسہ اور آفتاب یا ماہتاب
مین سے ایک کو تسلیم کرتے تھے، اور اسکو اس طبقہ کا رب مانتے تھے، یہی خیال، یونان، سریان، اور
عرب پہنچا، اور لوگون نے اسکے مطابق آسمان اور ستارون کی تقسیم کی، یہانتک کہ عربی مین فلک کا لفظ
بھی کلدان ہی سے آیا جو آسمان کو (Pulukku) کہتے تھے،[4]

[1] العرب قبل الاسلام جلد ا ذکر دولت حمورابی، [2] علم الفلک صفحہ ۱۲۱، [3] نجم العمران صفحہ ۲۸۶ جلد ۹ [illegible] صفحہ ۳۱، [4] علم الفلک صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶،

ستارون کے طلوع و غروب سے آیندہ ہونے والے موسمی واقعات کے معلوم کرنیکا (جسکو یونانی
[illegible] اور عربی مین نوء کہتے ہین) یہان ایک خاص طریقہ تہا،[1] جس سے کلدانی کاہن آسمان
[illegible] سیارون کو دیکھکر اول وہلہ مین حالات معلوم کر لیتے تھے،
چونکہ یہ لوگ ستارون کو دیوتا مانتے تھے اور اُنکو انسان کی زندگی مین موثر سمجھتے تھے، اسلئے اُنکا
[illegible] سا کہ تمام آدمی کسی نہ کسی ستارہ کے طالع مین پیدا ہوتے ہین،[2]

[illegible] ایجادات کلدانی تمدن، مصری تمدن کا معاصر ہے، چنانچہ یہ لوگ اپنے حریفون کی طرح، عمارت، تصویر،
[illegible]ش، اور سنگتراشی جانتے تھے، ہاتھی دانت کی چیزین بناتے، شیشے اور اینٹین تیار کرتے، کپڑے بنتے،
اور اُن پر کام بناتے تھے، تصویر کے فن مین نہایت ماہر تھے، اور حیوانات کی تصویرین اسقدر عمدہ بناتے تھے کہ
یونانی انکی تقلید کرتے تھے،[3]

فن تعمیر مین اُنکی چند عمارتین یادگار ہین، جنمین فرات کا پل، محلات شاہی اور معلق باغات اُنکی
انجنئیری کے وہ حیرت انگیز نتائج ہین جنکو لوگون نے عجائبات مین داخل کر لیا ہے، یہ باغ ستونون پر
چہت قائم کرکے لگائے گئے ہین اور تلے اوپر قبون کی چند قطارین قائم کیگئی ہین،[4]

بخت نصر کی عمارات مین بابل کا برج مشہور ہے، اور وہ اُسکے متعلق ایک کتبہ مین لکھتا ہے،

"مین نے بورسیبا (نواح بابل) کے عجائب کی تجدید کی ہے تاکہ لوگ دیکھکر تعجب کرین، یہ دنیا مین سبعہ
سیارہ کا معبد ہے، اسکو مین نے اسی طرز پر بنوایا ہے، جسپر وہ پہلے سے بنا ہوا تہا۔"

یہ معبد بالکل مربع بنا ہوا ہے، اسمین تلے اوپر سات برج ہین، اور ہر ایک کسی خاص سیارہ کے
نام پر بنایا گیا ہے، اور اُسپر اس سیارہ کا رنگ بھی دیا گیا ہے، چنانچہ اُسکے رنگون کو اگر نیچے کھڑے ہوکر
دیکھا جائے تو بترتیب ذیل نظر آوینگے، زحل کا سیاہ، زہرہ کا سفید، مشتری کا ارغوانی، عطارد کا زرد،

[1] علم الفلک صفحہ ۱۳۳، [2] تاریخ الحضارۃ صفحہ ۳۰، [3] ایضاً صفحہ ۳۲ و ۳۳، [4] ایضاً صفحہ ۲۸،

مریخ کا قرمزی، چاند کا زردپیلا، آفتاب کا سنہرا، (تاریخ الحضارۃ صفحہ ۲۸)

قصر خراساباد جسکو ۱۸۴۳ء مین موسیو بوتہا قنصل فرانس نے موصل مین دریافت کیا تھا، شاہ سراغون کا بنوایا ہوا ہے، اور اُسکے دروازہ پر پتھر کے بیل بنے ہوئے ہین، (صفحہ ۲۳)

کلدانیون کے زمانہ مین بابل کو جو وسعت حاصل ہوئی اسکا اندازہ ہیرو ڈوٹس کے بیان سے ہو سکتا ہے، اس نے ۴۶۰ ق، م مین اِس شہر کو دیکھا تھا، اسوقت اُسکا رقبہ ۵۱۳ کیلو میٹر مربع تھا، جو پیرس سے سات گنا زیادہ ہے، (صفحہ ۲۷)

کلدانی کاشتکاری اور تجارت کرتے تھے، اور حمورابی کے زمانہ سے تجارت نے قانونی شکل اختیار کر لی، چنانچہ اسی زمانہ سے چک اور معاہدہ کا رواج ہوا، حکومت کی طرف سے چیزون کا بھاؤ مقرر کیا گیا، مزدوری کی نرخ اور طبیبون کی فیس متعین کیگئی، ڈاک کا انتظام ہوا اور سب سے بڑھکر یہ کہ صِنف نازک کو دفتر اور سرکاری محکمون مین جگہ دیگئی، (العرب قبل الاسلام صفحہ ۴۷ و ۴۸)

علوم وفنون | طب، نجوم، ہندسہ، سحر اور طلسمات مین کلدانی بہت مشہور تھے، اور اُنکے ہان ان علوم کی باقاعدہ تعلیم دیجاتی تھی، چنانچہ زیبار کے آثار مین ایک قدیم مدرسہ نکلا ہے جو تعلیم اطفال کے لئے مخصوص تھا، اسمین لڑکون کے سبق لکھے ہوئے ہین، اور موجوہ تحقیقات کی رُو سے وہ دنیا کا سب سے قدیم مدرسہ ہے، (العرب صفحہ ۴۹)

کلدانیون کے خط کا نام خطِ مسماری ہے، جو قدیم فارسی خط کے علاوہ اشوری، سوسی، میدی، کلدانی اور ارمنی کتابت مین استعمال ہوتا تھا اور اسقدر مشتبہ تھا کہ نہایت دقت سے پڑہا جاتا، کیونکہ اسمین الفاظ کے بجائے نشانات ہوتے ہین، جن سے بسا اوقات چند الفاظ مراد ہوتے ہین، (تاریخ الحضارۃ صفحہ ۲۴)

کلدانیون کی تحریرین کچی اینٹون پر کہود کر بعد مین پکائی جاتی تہین، چنانچہ موجودہ زمانہ مین اس قسم کی اینٹون کی ایک بڑی تعداد برآمد ہوئی ہے، جنمین نصف کے قریب نحو اور لغت کی کتابین ہین،

ایجاد | کلدانیون کو دہوپ گھڑی کی ایجاد کا شرف حاصل ہے، (معجم العمران صفحہ ۲۸۶ جلد ۱)

مآثر و تراجم

محمد تغلق کا طرز حکومت

از پروفیسر گارڈنر براؤن

(۱)

تاریخ ہند، اور بالخصوص قرون وسطٰی کی تاریخ ہند کا مواد آج جس صورت مین موجود ہے، اسکے مطالعہ کے بعد ہر شخص اس نتیجہ پر پہنچیگا کہ جو واقعات و روایات سب سے زیادہ مشہور و متعارف ہین، انکی بنیاد سب سے زیادہ کمزور ہے، اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس تاریخ کا ماخذ تقریبًا تمامتر مسلمانون ہی کی تاریخین ہین، ان کتب تاریخ کی دلکشی مین کلام نہین، لیکن ان مین جو واقعات مندرج ہین، وہ یکطرفہ بیانات سے زیادہ وقعت نہین رکھتے، جنمین یا تو تلخ و ناگوار واقعات کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، یا کم از کم اُن لوگون کو بدنام کرنے کی کوشش کیگئی ہے، جو تاریخ نگار کے مربیون یا اُسکی پارٹی کے مخالف تھے[1]، دوسری وجہ یہ ہے کہ جن اشخاص نے ہندوستان کی تاریخ کو مغربی زاویۂ نگاہ سے مرتب کیا، گو بالعموم انکی قابلیت مین شک نہین، تاہم اُن مین سے اکثر ایسے تھے جو مورخانہ تنقید و تحقیق کے اصول سے بیخبر، اور اس امر سے بیگانہ تھے کہ کسی واقعہ کے متعلق کسی خاص مصنف کی شہادت، کس درجہ کی اور کس حد تک قابل وثوق ہو سکتی ہے، ان حالات کے لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ ان مورخون کے نتائج پر زمانہ حال کے زیادہ سائنٹفک اصول اور متاخرین کی جدید

[1] مضمون ہذا کے خاص ماخذ حسب ذیل ہین :-

(۱) ضیاء الدین برنی، تاریخ فیروز شاہی، (۲) ابن بطوطہ، (۳) مسالک الابصار، (۴) شمس عفیف کی تاریخ فیروز شاہی (۵) نظام الدین احمد، طبقات اکبری، (۶) عبد القادر بدایونی کی منتخب التواریخ، (۷) قاسم فرشتہ،

تحقیقات کی روشنی مین وقتاً فوقتاً تبصرہ ہوتا رہے، اس طریقہ پر عمل کرنے سے بعض اوقات پر نظر ڈالنا … مختلف افراد کو شیطان یا فرشتہ قرار دیدیے مین بچپلون نے عجلت سے کام لیا ہے،

اس کلیہ کی ایک مثال اس بیّن فرق مین نظر آتی ہے جو محمد تغلق اور اسکے جانشین فیروز شاہ کے متعلق تمام مورخون نے قائم کیا ہے، فیروز شاہ ایک مے نوش، کاہل، متعصب و تشدد پسند حاکم تھا، تاہم مورخین اسے بہترین فرمانروا قرار دیتے ہین، بخلاف اسکے محمد تغلق محتاط و پاکباز، مستعد، روادار، اور اپنی رعایا کا خیر خواہ تھا، با این ہمہ مورخین اسکی منقصت و عیب گیری مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھتے، فیروز شاہ وہ شخص ہے جو ایک معمر و معتمد وزیر کو محض اس جرم مین قتل کروا ڈالتا ہے کہ اس نے اپنے آقا کی نسل کے لئے تخت ایسے وقت محفوظ رکھنے کی کوشش کی تھی جبکہ اسکے علم کے مطابق خود فیروز شاہ کی وفات ہو چکی تھی، بر این ہمہ مورخین کی معدلت گاہ مین فیروز شاہ رفق و ملاطفت کا مجسمہ ہے، اسکے مقابلہ مین محمد تغلق وہ شخص ہے جو اپنی جان کے … کے خلاف بغاوت کے سرغنہ کو نہ صرف معافی دیدیتا ہے، بلکہ اسے پھر اسکے منصب سابق پر بھی بحال کر دیتا ہے، لیکن اسکی قسمت مین "سفاک" کا لقب ہے، فیروز شاہ نے اپنی یادگار قائم کرنیکی ہوس مین ایسے موقع پر ایک شہر آباد کرنا چاہا، جہان پانی کا قحط تھا، اس امید پر کہ مسلمانون کے نفع کے لئے جو شہر تعمیر ہوگا وہان خدا خود پانی کا سامان کر دیگا، محمد بن تغلق نے اس حقیقت کو ملحوظ رکھکر کہ خدا انہین کی مدد کرتا ہے جو خود اپنی مدد کرتے ہین، قحط کے زمانہ مین کاشتکارون کو کنوئین کھودنے کی انتہائی ترغیب دی، اور جب انہین کامیابی نہوئی تو انہین دوسرے مقامات مین منتقل ہونے مین کافی مدد دی، تاہم تاریخ کا فتوےٰ یہ ہے کہ فیروز شاہ … بلکہ محمد بن تغلق سودائی تھا،

فیروز شاہ کی نیکنامی و مقبولیت کا راز بآسانی سمجھ مین آسکتا ہے، تیمور کے حملہ نے جو قیامت برپا کر دی تھی، اسکا بالکل قدرتی اقتضا یہ تھا کہ اس سے قبل کے آخری مشہور سلطان دہلی کا دور حکومت نعمت غیر مترقبہ سمجھا جانے لگے، ایسی حالت مین یہ کسکو یاد رہ سکتا تھا کہ فیروز شاہ کے آخری ایام مین … سلطنت ضعیف ہوکر پراگندہ و منتشر ہو رہے تھے، لوگون کو تو صرف یہ یاد تھا کہ اس نے بہت سے محاصل معاف … تھے، انکو اس سے کیا بحث کہ اسکا اثر شاہی خزانہ عامرہ کی ابتری پر کیا پڑا، سب کے سب فتوحات … شاہی کے خود نوشت مناقب پر ایمان بالغیب لے آئے،

لیکن محمد بن تغلق کی سیرت کا صحیح اندازہ کرنا بادی النظر دشوار معلوم ہوتا ہے، جنوبی ہند مین جو ضرب المثل مشہور ہے کہ "تغلقون کے ملک مین ہرگز نہ رہو" اس سے صاف اسکے مخالفون کی تائید ہوتی ہے، … معاصرانہ شہادتین علی العموم اسکی بیحد مخالف ہین، اور بچون کی درسی تاریخون سے لیکر تاریخ کے مستند و ضخیم … تک جملہ کتب تاریخ اسکو ایسا ناقص فرمانروا بتاتی ہین، جسکی نکتہ چینی کے لئے الفاظ کافی نہین ہو سکتے، … کے طور پر ایک صاحب کا بیان ملاحظہ ہو، فرماتے ہین:-

"محمد بن تغلق ذاتی طور پر بہت قابل شخص تھا، لیکن حکمرانی کا بالکل نا اہل ثابت ہوا، اسکا عہد حکومت بے ڈھنگ فضول خرچیون اور دیوانہ وار منصوبون کے لئے ممتاز ہے، مثلاً یہ تجویزین کہ ناقص سکہ کو رواج دیا جائے، یا یہ کہ پائے تخت بجائے دہلی کے دولت آباد کو بنایا جائے، یا یہ کہ چین و ایران کو مسخر کیا جائے، اسکی بیمانہ شقاوت اور بیرحمانہ محصول گیری بغاوتون کی باعث ہوئی، جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ متعدد صوبے ہاتھ سے نکل گئے، اور دہلی کی شہنشاہی جسکی بنیادین اسکے ظلم و ستم نے ہلا دی تہین، محض اسکے ابن عم و جانشین فیروز شاہ کی رحیمانہ حکومت کے باعث مزید نصف صدی تک قائم رہ سکی"

اس بے مزہ و یکطرفہ تصویر سے ایک بھی مرقع تاریخ خالی نہین، یہانتک کہ محتاط و فہمیدہ الفنسٹن کے … کرنے کے بعد کوئی اور تو اسپر بھی غور نہین کرتا، کہ معاملہ فہمی و تجربہ کاری کے ساتھ اس حماقت کا اجتماع ممکن … ہے؛ ایسا بے شبہہ اکثر ہوتا رہا ہے کہ ایک شخص جو علمی یا دیگر حیثیات سے بلا کا ذہین ہے، لیکن انتظامات … مین بالکل ناکارہ ثابت ہوا ہے، چنانچہ جیمس اول جو علم و فضل کے لحاظ سے دنیائے مسیحیت مین اپنا نظیر … رکھتا تھا، یا لوئی شانزدہم جو گھڑی سازی مین یکتائے روزگار تھا، لیکن یہ دونون شخص خود اپنی ذات

اور اپنے جانشینون کے حق مین بلاے مبرم ثابت ہوئے، لیکن محمد تغلق کے لئے یہی نہین کہا جاسکتا کہ وہ کوئی
خون دستکار یا کتاب کا کیڑا تھا، جسے تخت پر بٹھا دیا گیا تھا، وہ تخت نشینی سے پیشتر بحیثیت ایک سپاہی کے
کافی ناموری پیدا کرچکا تھا، اور یہ بھی معلوم ہے کہ اسوقت مشرق مین چھبیس ۲۶ چھبیس ۲۶ برس تک کسی احمق کی حکمرانی کی
برداشت نہین کیجا سکتی تھی، اُسکے معاصرین نے اسکی بابت جو رائے قائم کی تھی اُسکے متعلق کوئی شک و شبہ نہین
ہوسکتا، ذیل مین ہم اسکی تصویر کو جو اُسکے تین معاصرون نے اپنے صفحات مین کھینچی ہے، صرف فیاضی و تشدد کے
دو نمایان خط و خال کے حذف کرنیکے بعد درج کرتے ہین،

"سلطان حسن صورت مین ممتاز تھا، اور ورزش جسمانی کی تمام صورتون مین طاق تھا، اسکی تعلیم اعلیٰ درجہ کی
تھی، خصوصاً خوشنویسی، فارسی ادب، و طب مین (کہ یہی تینون فن اس زمانہ مین متداول تھے) وہ خطابت و
انشاپردازی مین ید طولیٰ رکھتا تھا، جسکا ثبوت اسکی برجستہ تقریرون سے نیز ان سرکاری مسودات سے ملتا ہے
جنہین وہ خود املا کرتا تھا، وہ قوی الحافظہ و دقیق النظر تھا، اور خوش اخلاق و بذلہ سنج، وہ پاکباز اور شراب نوشی سے
محترز تھا، اپنے اعزہ سے محبت رکھتا تھا، اور اپنے قدیم آقا قطب الدین کے خاندان کے ساتھ وفاشعار رہا، اس
لوگون سے احکام اسلام کی تعمیل کرائی، وہ بذات خود بھی راسخ الاعتقاد و خداترس تھا، گو بعضون کے نزدیک
وہ علمی مجالس مین جنہین وہ بصد اشتیاق منعقد کراتا تھا، حکما و فلاسفہ کے خیال سے بہت زیادہ متاثر ہوجاتا
وہ نہایت فیاض تھا، اور ہندوستان کے ان چند سلاطین مین تھا، جنھون نے اول اول ایک نظام تعلیم
قائم کیا ہے، وہ یہی نہین کہ اپنے اعمال سے معدلت گستری کے فرائض پوری احتیاط کے ساتھ انجام دلاتا تھا
بلکہ خود اپنے خلاف بھی حکام عدالت کے فیصلون کے سامنے بکمال عجز و انکسار گردن جھکا دیتا تھا، وہ شجاع
و بلند نظر تھا، ہر شخص کے دل مین اسکا خوف و احترام تھا، اور بکثرت سلاطین کے ہان سے اسکے پاس سفیر
آتے رہتے تھے"۔

اسقدر محاسن و کمالات کی جامعیت کی نظیر اور کن سلاطین کے ہان ملیگی، اس سے افضل یا مساوی

ون ایک اور فرمانروا ملتا ہے، یعنی غازان خان جو تیرھوین صدی کے اواخر مین ایران کا تاجدار تھا، یہ امر بھی
قابل لحاظ ہے کہ منجملہ ان تین معاصر مورخون کے جنکی شہادتون کی بنا پر تصویر بالا کھینچی گئی ہے، دو قطعاً اس فرمانروا کے
منت کش تھے، پھر ان تینون مین سے کسی کو بھی خوشامد سے کسی نفع کی توقع نہین ہوسکتی تھی، اسلئے کہ ان مین سے دو نے
اپنی تاریخ اسوقت لکھی ہے جب سلطان کی وفات ہوچکی تھی، (یعنی برنی اور صاحب مسالک) اور تیسرا ایک ... دور
دراز ملک کا باشندہ تھا، جس نے ہندوستان کی شکل تک بھی نہین دیکھی (یعنی ابن بطوطہ) غرض ان ماخذ اصلی نے
سلطان کی جو سیرت پیش نظر کی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ وہ کوئی جاہل متعصب نہ تھا جو تاریک خیالی کو اپنا ہادی راہ
بناتا، کوئی مجنون نہ تھا جو دیوانگی کے ساتھ کام کرتا، کوئی مسرف نہ تھا جو رندی و عیش پرستی مین وقت گذارتا،
کوئی کاہل و غافل نہ تھا جو امور سلطنت وزرا کے اوپر چھوڑ دیتا، بلکہ ایک سنجیدہ مزاج، خداترس، مشفق
بلند، باکمال، تعلیم یافتہ اور دوسرون کا خیال رکھنے والا فرمانروا، اور ایک شجاع اور قابل سپاہی تھا، یہی
شخص ہے جسکی منقصت و مذمت مین تمام مورخین ہم زبان ہین، گویا ایک ہی وقت مین وہ بہت بڑا با
کمال اور بہت ہی پست شخص، نہایت با اخلاق اور نہایت ہی شقی، ایک معاملہ فہم و دانشمند مدبر اور نہایت
احمق تھا، سوال یہ ہے کہ کیا واقعی نقیضین کا اجتماع ہوگیا تھا، یا سلطان کو خواہمخواہ بدنام کیا گیا ہے؟
بہتر ہوگا، اگر اس مسئلہ کے طے کرنے مین ہم اسی ماخذ اصلی کو پیش نظر رکھین، جسپر عموماً متاخرین کی رائین
متفرع ہین، یعنی وہ شہادت جو ضیاء الدین برنی کے قلم سے نکلی ہے، وہی واحد ہندوستانی معاصر مورخ ہے،
جسکا بیان آج موجود ہے، اور سولھوین صدی کی تاریخی تالیفات نیز اسکے بعد کی تمام تاریخین ایک بڑی
حد تک اسی کی ہین، وہ بلند شہر کا باشندہ تھا، اسکے اہل خاندان علاؤ الدین کے زمانہ مین ممتاز سرکاری خدمات
انجام دےچکے تھے، محمد بن تغلق کی تخت نشینی کے وقت اسکا سن ۴۲ سال کا تھا، اسکے زمانہ مین وہ خود بھی ۱۷
سال تک سرکاری عہدہ دار رہا، اور بقول خود ایک سے زاید بار الطاف خسروی کا بھی مورد رہا، اور سلطان
کی وفات کے بعد کئی سال تک زندہ رہا، ان حالات کی بنا پر وہ اس عہد حکومت کے واقعات سے پوری

اور گہری واقفیت کے مواقع حاصل تھے، لیکن برنی اگرچہ سلطان کے ذاتی اوصاف و محاسن انہین تصریح کے
ساتھ بیان کرتا ہے، جسکے ساتھ ایک معاصر کو بیان کرنا چاہیے، تاہم اس نے اسکے عہد حکومت کی نہایت
تاریک تصویر کھینچی ہے، مجنونانہ تجاویز کی کثرت، غیر منقطع سلسلۂ غدر و بغاوت، صوبون کا ایک ایک
کرکے ہاتھ سے نکلنا، متعدد ہولناک قحط، اور سب سے بڑھکر یہ کہ چن چن کے نیکون اور بڑون کا قتل ان
تذکرون سے اسکے تاریخ حکومت کا ایک ایک صفحہ لبریز ہے، اس لحاظ سے سلطان کے فضائل ذاتی
اور اسکی طرز حکومت کے درمیان تناقض، تاریخ کی مقدم ترین کتاب مین پایا جاتا ہے، اور متاخرین جو کچھ
چاہین کہین، ایک واقف الحال معاصر کی شہادت بہرحال قابل وقعت ہے،

اصل یہ ہے کہ ہندوستان مین جتنی تاریخین لکھی گئین ہین، تقریباً ان سب مین تعصب و پاسداری کی
جھلک نظر آتی ہے، جس سے حقیقت تک پہنچنا دشوار ہوجاتا ہے، آجکل مذہبی گروہ بندی ہر شخص کو نظر
آجاتی ہے، لیکن اگلے زمانہ مین تعصب ذاتی ہوتا تھا، اور عموماً اسکی شکل غلط بیانی کی نہین بلکہ اخفاء حق کی
ہوتی تھی،[۱] تعصب کی یہ شکل برنی کے صفحات مین کافی موجود ہے، بلکہ اتنا تو ہر سرسری ناظر کو ذراہی نظر
آجاتا ہے کہ اس نے اپنے بیان کی ترتیب متعصبانہ رکھی ہے، برنی کا عام دستور یہ ہے کہ وہ واقعات کو
سنہ وار درج کرتا جاتا ہے، لیکن محمد تغلق کے تذکرہ مین وہ اپنے اس عام قاعدہ کو علانیہ ترک کرکے اسے
تین فصلون مین تقسیم کرتا ہے، فصل (۱) مین سلطان کے ذاتی فضائل کا بیان ہے، فصل (۲) مین ان
مجنونانہ تجاویز کا تذکرہ ہے، جو باعث زوال سلطنت ہوئین، فصل (۳) مین ان شورشون اور بغاوتون کا ذکر
جو سلطان کی بدانتظامی سے واقع ہوئین، یہ طرز ترتیب ممکن ہے کہ اس امر کی دلیل سمجھا جائے کہ برنی نے
اس موضوع پر جو کچھ لکھا خوب سوچ سمجھ کے لکھا ہے، لیکن درحقیقت یہ طرز تحریر ایک فریقانہ دلیل کیلئے
موزون ہے، لیکن ایک راستباز و خالی الذہن جامع واقعات کے کسی طرح شایان شان نہین، مزید غور سے
یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ برنی نے کس کس مخالفانہ انداز سے واقعات کو کہین حذف کردیا ہے، کہین دبا دیا

[۱] معارف: کاش یہی اصول غریب عالمگیر کے ایرانی مورخین کی نسبت برتا جاتا۔

ہے، کہین پردہ پوشی کی ہے، اور کہین رنگ آمیزی کی ہے، اپنی عام سنہ وار ترتیب کو ترک کردینے کا
اسے خود اعتراف ہے، کہتا ہے کہ "مین نے واقعات کو انکی تاریخی ترتیب کے لحاظ سے درج نہین کیا ہے،
اسلئے کہ جو لوگ سمجھنا چاہتے ہین انکے لئے یہ کچھ اہمیت نہین رکھتے" بیشک جو لوگ سمجھنا چاہتے ہین، یا
بالفاظ دیگر اسکے متعصبانہ اقوال پر ایمان لے آنیکو تیار ہین، انہین اسکی رنگ آمیزیون اور پردہ داریون
کی پروا نہوگی، لیکن جو لوگ اصل حقیقت کے متلاشی ہین، انہین یقیناً انکی پروا ہوگی،

جن واقعات کو برنی نے نظر انداز کردیا ہے گو وہ بجائے خود اہم ہین، تاہم چونکہ انکا ذکر برنی کے
موضوعات مین نہین، اور اسلئے انکی تفصیل بے محل ہوگی، اس قسم کے عذرات قابل تسلیم ہوسکتے ہین کہ شمال
مین ہندو حکومتون کے از سر نو قیام اور جاجدار کی ہندو ریاست کو زیر حفاظت لے آنیکا ذکر برنی نے اسلئے
نہین کیا کہ وہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھا، تارماشیرین کے حملہ کے متعلق اس لئے ساکت ہے کہ وہ ایک
وفادار رعایائے سلطنت تھا، اسی طرح اس قطعۂ زمین کی جسپر اب بمبئی واقع ہے، تسخیر ہم فرض کرلین کہ نادرست ہے،
لیکن ان تمام تاویلات کے بعد بھی یہ کسی طرح سمجھ مین نہین آتا کہ اسکا سا خیرخواہ و وفادار سلطنت عہدہ دار اُن
واقعات کو بھی نظر انداز کرجائے، جن سے مخالفین کی نظرون مین صریحاً اسکے آقا کی عظمت نکلتی ہے، مثلاً دو
نہایت سنگین بغاوتون کے کامیاب دفعیہ کا ذکر نہ کرنا، کانگڑا کے مشہور قلعہ کی تسخیر کو پی جانا، پیرم وگوکو کے
زبردست بحری قزاقون کی پامالی کو نظر انداز کرجانا، شاہان ایران و چین، خوارزم و جاوا کے پرشوکت
سفیرون کی حاضری دربار کو اڑا جانا، یا متعدد اہم اصلاحات ملکی، مثلاً بیرونی مال پر محاصل مین تخفیف، سکہ
زر کی اصلاح، نظام عدالت مین ترمیم وغیرہ۔ اس امر کی کوئی تاویل ہوہی نہین سکتی کہ اس طرح کے واقعات
کو نظر انداز کردیا جائے، اور صرف انہین چیزون کو چن لیا جائے، جن سے قطعاً توہین و منقصت نکلتی ہے!
یہ کہنا بالکل کافی نہین کہ "جو لوگ سمجھنا چاہتے ہین انکے لئے یہ واقعات چندان اہمیت نہین رکھتے"۔

برنی جو کچھ لکھتا ہے، احتیاط کے ساتھ لکھتا ہے، اسلئے اسکے بیان مین براہ راست کسی کذب و

دروغ کی مثال بمشکل مل سکتی ہے، تاہم ایسی مثالیں معدوم نہین، اور ایک کی جانب اشارہ کیا جاسکتا ہے،
وہ کہتا ہے کہ سلطان کے مشیرون مین کثرت سے فلاسفہ و زنادقہ تھے، اور اس سلسلہ مین عبید شاعر کا نام
لیتا ہے، حالانکہ کچھ ہی اوپر خود برنی کا بیان ہے کہ حکومت سابقہ مین عبید بغاوت کے الزام مین قتل ہوچکا تھا،
اسے بجائے سہو و نسیان پر محمول کرنیکے اسکی عادت کا نتیجہ سمجھنا چاہیئے، کہ وہ بات کہتے ہوئے تحقیق
کی پروا نہین کرتا،

لیکن صریحی غلط بیانیون سے کہین زاید اور محذوفات سے کہین زیادہ خطرناک وہ مثالین ہین
جنمین برنی نے رنگ آمیزی سے کام لیا ہے، یا واقعہ کا کوئی ایسا جزئیہ چھوڑدیا ہے، جس سے اسکی شکل
بالکل مسخ ہوگئی ہے، اسکی اس عادت کی ایک نمایان مثال یہ ہے کہ عین الملک کی بغاوت کے اسباب
و بواعث کے سلسلہ مین وہ لکھتا ہے کہ فلان فلان اشخاص نے سلطان کے تشدد کے خوف سے دہلی سے
بھاگ کر عین الملک کے بھائیون کے پاس پناہ لی، اسپر سلطان نے حکم دیا کہ وہ پا بزنجیر سزا کے لئے لائے
جائین، اس جبر و شقاوت کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان اشخاص کے جدید امان دینے والون نے انکی حفاظت کا پورا
تہیہ کرلیا، اور کھلم کھلا بغاوت و غدر پر آمادہ ہوگئے، ایک سفاک و شقی القلب سلطان کے سامنے بیکس
مظلومون کی بے دست و پائی کی یہ کیسی عبرت انگیز تصویر ہے! اپنی جان کو خطرہ مین ڈالکر بیکسون اور مظلومون
کی شریفانہ حمایت کا کیسا پر اثر نظارہ ہے، شقی القلب بادشاہ اور مظلوم رعایا کا یہ نظارہ تمام تاریخون مین
مشترک ہے، لیکن افسوس ہے کہ ان شریف النفس ہمدردون کی صورت کسی اور مرقع مین نظر نہین آتی!

برنی اس سلسلہ مین ایک واقعہ اور صرف ایک واقعہ کو پی جاتا ہے، یعنی یہ نہین بتاتا کہ آخر یہ مفرورین
کیون اسقدر عتاب سلطانی سے خائف تھے، دوسرے مورخین نے جنہین اس امر پر زیادہ توجہ تھی کہ اس
جزئیہ کے اظہار کا تمام سلسلۂ واقعات پر کیا اثر پڑیگا، اس راز سے پردہ اٹھادیا ہے، اصل واقعہ یہ ہے کہ
یہ وہ زمانہ تھا، جب دریائے گنگ کے مغربی علاقون مین انتہائی شدت کا قحط تھا، یہانتک کہ انسان نے

[…]سان کو کھانا شروع کردیا تھا، نہ صرف پنجاب کے غیر آباد اضلاع مین بلکہ خود پایۂ تخت کے مضافات مین،
[…]سلطان اسوقت ایک دور و دراز مہم سے واپس آیا تھا، اور شدید علالت مین مبتلا تھا، تاہم اپنی پوری قوت و
[…]مندی کے ساتھ اس قہر عظیم کے مقابلہ کے لئے تیار ہوگیا، سچ یہ ہے کہ انیسوین صدی سے پیشتر ہندوستان
[…]تاریخ مین اسقدر جامع و مکمل انتظامات کی کوئی مثال نہین ملتی، اس نے دور دراز اضلاع مین جو انتظامات
[…]کئے وہ مشہور ہین، لیکن خاص پایہ تخت مین جو کاروائیان کین وہ ذرا غیر معروف ہین، یہان اس نے یہ
[…]کیا کہ پورے شہر کی محققانہ مردم شماری کرائی، اور ہر محلہ اور ہر کوچہ کے باشندون کی مکمل فہرست تیار کرائی،
[…]پھران آبادیون کو چھوٹے چھوٹے حلقون مین تقسیم کیا، اور انہین ایک ایک ذمہ دار افسر کے حوالہ کرکے یہ حکم
[…]دیا کہ روزانہ وقت مقررہ پر ہر حلقہ کے ہر متنفس کو سرکاری ذخیرے سے غذا پہنچ جایا کرے، اور اسمین بادشاہ کو
[…]ایسا انہماک ہوا کہ مملکت کے دیگر کاروبار سے قطع نظر کرکے اس نے ساری توجہ خلقت کو لقمۂ اجل ہونے
[…]سے روکنے مین صرف کردی، ایک طرف یہ انہماک تھا، دوسری جانب سررشتہ کے بعض اہلکارون کی
[…]حرص و ہوس مشتعل ہوئی، اور انھون نے عطایاے سرکاری مین تغلب و تصرف شروع کیا، خفیہ پولیس
[…]زیادہ دیر تک بیخبر نہ رہی، کچھ روز مین بعض مجرم گرفتار ہوکر کیفر کردار کو پہنچے، لیکن بعض بدکردار اپنی خوش قسمتی سے
[…]نکل بھاگے، اور اودھ پہنچے، یہان عین الملک کے بھائیون نے جو مدت سے بغاوت کا منصوبہ باندھ
رہے تھے انہین ہاتھون ہاتھ لیا، انہین جاگیرین عطا کین، اور اپنے رفقا مین انکا نام لکھ لیا، یہ ہے
[…]وہ مخصوص جزئیہ جسکے اظہار کے بعد واقعہ کی صورت کیا سے کیا ہوجاتی ہے، اور جسکے چھپانے سے برنی کی
[…]نیت کا پتہ چل جاتا ہے، جو لوگ سمجھنا چاہتے ہین کیا انکے لئے یہ اہم ترین جزئیہ اہمیت نہین رکھتا۔

(باقی)

(یو، پی، ہسٹاریکل سوسائٹی جرنل)

انجمن عمر خیام لندن

(ماخوذ از حواشی چہار مقالۂ نظامی عروضی مرتبۂ علامہ عبد الوہاب قزوینی مطبعۂ گب سیریز لندن)

اشخاص کی یادگارین قائم کرنا رجال پرستی ہے، اور یہ چیز کم و بیش ہر قوم مین رہی ہے، اس سے ایکطرف توقوم کے احساس کا ثبوت ملتا ہے، اور دوسری طرف حوصلہ مند طبیعتون کی ہمت افزائی ہوتی ہے، لیکن ابتک اسکا دائرہ محدود تھا، یعنی ہر قوم اپنے ہی قوم کے اکابر رجال کی یادگارین قائم کرتی تھی، مگر تمدن کے ارتقاء نے اب اس تنگ دائرہ کو وسیع کردیا ہے، اور دوسرون کے خزانۂ قومی کے لعل وجواہر بھی اب وقیع و قیمتی نظر آنے لگے ہین، سات سو برس گذرے کہ حکیم عمر خیام نیشاپور کی خاک سے پیدا ہوا، اور وہین سپرد خاک بھی ہوا، لیکن آج یورپ نے اسکی جتنی قدر و منزلت کی ہے اسکا اندازہ ذیل کے واقعات سے کرو۔

۱۸۵۹ء مین اڈورڈ فٹز جیرالڈ نے رباعیات عمر خیام کا بہترین ترجمہ انگریزی زبان مین شایع کیا، جسکے متعلق کہا جاتا ہے کہ زبان و طرز بیان کے حسن و لطافت مین اصل فارسی کے برابر ہے، انگلستان و امریکہ کی "ادبی دنیا" مین اس ترجمہ کی دہوم مچگئی، اور خیام کا انداز سخن اسقدر مقبول و مطبوع طبائع ہوا کہ "ادبیات عمری" ایک مخصوص طرز شعر و انشا عام طور پر پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا،

ادبائے انگلستان کی کوششین یہین ختم نہین ہوتین بلکہ ۱۸۹۲ء مین "ادبیات عمری" کی اشاعت و ترویج کیلئے خاص لندن مین انھون نے بطور یادگار "خیام کلب" قائم کیا، جسمین وہان کے علما، مصنفین، مشاہیر انشاپرداز اور بعض ارباب جراید و رسائل شریک ہوئے، اس موقع پر ایک نہایت دلچسپ رسم ادا کیگئی وہ یہ کہ فٹز جیرالڈ مترجم رباعیات خیام کی قبر پر "گل سرخ" کے دو درخت نصب کیے گئے، جنکے بیج ان درختون سے حاصل کیے گئے تھے جو نیشاپور مین خیام کے مقبرہ کے متصل ہین،

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ خیام کلب کے قیام سے کچھ برس پہلے مسٹر سمپسن کمیشن سرحد افغانستان کے ساتھ "السٹریٹڈ لندن نیوز" کی طرف سے وقایع نگار خاص بناکر ایران بھیجے گئے۔ مشرقی ایران مین جب یہ کمیشن نیشاپور پہنچا ہے تو ۱۸۸۴ء کا زمانہ تھا، اسی موقع پر مسٹر سمپسن نے یہ بیج حاصل کیے، انھون نے دوران سفر مین اس مقبرہ کی نسبت اپنے ایک دوست کو جو طویل خط لکھا ہے، اسکے مختلف حصے سننے کے قابل ہین، مسٹر موصوف لکھتے ہین:-

"دفعۃً جب مضافات نیشاپور مین پہنچا تو مین نے عمر خیام کے حالات لوگون سے دریافت کیے، بڑی کوشش سے یہ دریافت کرنا چاہا کہ عمر خیام جس گھر مین رہتا تھا آیا اسکے کچھ آثار باقی ہین، معلوم ہوا کہ ایک مقبرہ کے سوا کوئی دوسرا نشان باقی نہین ہے، کمیشن جب تک ایران مین رہا، اعلیحضرت شہنشاہ ایران کا مہمان تھا، اور اعلیحضرت کی طرف سے فراہمی اسباب و ضروریات اور لوازم و حقوق میزبانی ادا کرنے کے لیے ایک شخص متعین تھا، جو حسن اتفاق سے بڑا فاضل و ادیب تھا، خیام کے اشعار اسکو بکثرت یاد تھے، اور وہ اسکے مقبرہ سے بھی خوب واقف تھا، اس نے مجھے وعدہ کیا کہ جب نیشاپور پہنچین گے تو مقبرہ کی زیارت کے لئے لیچلین گے۔

نیشاپور سے مقبرہ تک اور رستہ کے حالات،

جب مین نیشاپور پہنچا اور زیارت مقبرہ خیام کے لیے چلا تو رئیس وفد مسٹر پیٹر لیمسڈن بھی ساتھ ہولئے، مقبرہ نیشاپور سے تقریباً دو میل جنوب مین واقع ہے، اثنائے راہ مین دور سے ایک پرشوکت نیلا گنبد نظر آیا، اسکے انداز نے گمان کہ مقبرہ کی جگہ وہی ہے، جون جون اس سے قریب ہوتا جاتا تھا اسکی عظمت و شوکت مجھپر زیادہ اثر ڈالتی جاتی تھی، میرے دل مین دفعۃً یہ خیالات پیدا ہوئے کہ دیکھو خیام کے اہل وطن اسکو کسقدر عزیز و محترم رکھتے ہین، انھون نے کیسی عالیشان عمارت اسکی یادگار مین قائم کی ہے جو ہمیشہ اسکی یاد تازہ رکھیگی، جب وہ اپنے وطن مین اسدرجہ محبوب و محترم ہے تو کوئی تعجب کی بات نہین کہ اہل مغرب مین بھی اسکی شہرت و عظمت سرعت کے ساتھ پہیل گئی، مین انھی خیالات مین تھا کہ گنبد تک ہم لوگ پہنچگئے، اور وہان یکایک یہ معلوم ہوا کہ مین جن اوہام مین مبتلا تھا وہ نقش خطا تھے، کیونکہ یہ عالیشان گنبد ایک امام زادہ کا مقبرہ ہے جسکی عظمت انکے آبا و اجداد کی نسبت سے ہے،

عمر خیام کی ایسی قسمت کہان ہیکیونکہ اسکی عظمت تو اسکی ذات سے وابستہ ہے"

یہان پر مسٹر سمپسن امام زادہ صاحب کے کچھ حالات لکھکر آگے لکھتے ہین:-

"مقبرۂ امام زادہ کے حوالی مین ایک وسیع قبرستان ہے، جہان لوگ قدیم زمانہ سے مردون کو دفن کرتے آتے ہین، عمر خیام بھی اسی قطار عام مین داخل ہے، مین اس خیال سے امام زادہ کے اضافی و انتسابی اوصاف کا بھی بہت شکر گذار ہوا کہ انکی بدولت آج تک عمر خیام کا نام و نشان تو باقی ہے، بلا سے انکے ذاتی اوصاف کچھ ہون، ہم لوگ جب صحن مقبرہ مین داخل ہوئے، تو جس جگہ امام زادہ کا مقبرہ ہے ہمارا رہنما وہان سے بائین جانب مڑا، اور ایک گوشہ کی قبر کی طرف اشارہ سے اس نے بتایا کہ خیام کی یہی قبر ہے، مین نے دیکھا کہ اسکی چھت بالکل ناہموار ہے، تین محرابون کی عمارت ہے، چھت اور دیوار گچکاری کی ہوئی ہے، لیکن جگہ جا بجا سے کچھ اوپر ابھر گئی ہے"

مسٹر موصوف آگے چل کر لکھتے ہین کہ

عمر خیام کی قبر سے بالکل متصل "گل سرخ" کے کئی درخت ہین، اگرچہ موسم گل گذر چکا ہے، لیکن ان درختون پر چند خوشۂ گل مجھے مل گئے، مین نے انکو توڑ لیا، اور انہی درختون کی پتیون مین لپیٹ کر بھیجتا ہون، میری خواہش ہے کہ انگلستان مین انکی کاشت کیجائے، غالباً جو تحفہ مین پرستاران خیام کے لئے بھیج رہا ہون وہ مناسب و بہترین ثابت ہوگا، اور احتمال قوی یہ ہے کہ یہ پھول اسی جنس کے ہین جنہین بادقات فکر و نظم اشعار عمر خیام اپنے آگے رکھتا تھا"

مسٹر موصوف کی اس خواہش کے مطابق لندن کے مشہور "کیو باغ"[1] مین یہ بیج ڈالے گئے اور ان سے درخت اُگے، ۱۸۹۲ء مین جب خیام کلب "قائم کیا گیا تو انہی درختون کی دو قلمین لیکر اڈورڈ کلوڈ جیر الڈ مترجم رباعیات خیام کی قبر کے سرہانے لگائی گئین، اور وہان پر ایک کتبہ بھی نصب کیا گیا جسپر یہ عبارت ہے،

"گل سرخ کے یہ درخت جنکی کیو باغ مین پرورش کیگئی، اور جنکے بیج ولیم سمپسن عمر خیام کے مقبرہ واقع نیشاپور سے لائے تھے، ہوا خواہان اڈورڈ فٹز جیر الڈ کے ہاتھون انجمن عمر خیام کی طرف سے نصب کئے گئے، تاریخ ۷ اکتوبر ۱۸۹۳ء"

[1] لندن کا مشہور عالم باغ جہان تمام دنیا کے اصناف نباتات مہیا کئے گئے ہین،

اس موقع پر بہت سی مناسب مقام نظمین بھی جنکو اعضائے انجمن لکھ لائے تھے پڑھی گئین، اور انتہائی جوش و سرور کے ساتھ خیام کی متعدد رباعیان ترانہ کے انداز سے پڑھی گئین، منجملہ انکے چند یہ ہین،

هفتاد و دو ملتند در دین کم و بیش   از ملتها عشق تو دارم در کیش
چه کفر چه اسلام چه طاعت چه گناه   مقصود توئی بهانه بردار از پیش

هین صبح دمید و دامن شب شد چاک   برخیز و صبوح کن چرائی غمناک
می نوش دلا که صبح بسیار دمد   او روی بما کرده و ما روی بخاک

منت بکش و فسر لفیه حق بگذار   وان لقمه که داری ز کسان باز مدار
غیبت مکن و مجوی کس را آزار   هم وعدهٔ آن جهان منم باده بیار

ای دل تو به اسرار معما نرسی   در نکتهٔ زیرکان دانا نرسی
اینجا بمی و جام بهشتی می ساز   کانجا که بهشت ست رسی یا نرسی

ابو الحسنات ندوی

تلخیص وتبصرہ

قوتِ حافظہ

چند سال پیشتر تک ہمارے انگریزی مدارس مین سب سے زیادہ زور قوت حافظہ پر دیا جاتا تھا اور تمام دیگر ذہنی قوی سے قطع نظر کرکے امتحانات مین صرف اسی کی جانچ کی جاتی تھی۔ "فلان سنہ مین کیا کیا واقعات ہوے؟" "جنگ پانی پت کے دس سال کے بعد کون سا اہم واقعہ پیش آیا؟" "سلاطین ... نام بقید سنہ جلوس و وفات تحریر کرو۔" "جاپان کے مشہور شہر کون کون ہین؟" اس طرح کے سوالات سے امتحانات کے پرچے لبریز ہوتے تھے، لیکن اب جب سے ڈائرکٹ میتھڈ (براہ راست طریقہ تعلیم انگریزی ...) ... حافظہ کی جانب سے انگریزی اسکولون اور کالجون مین ایک عام بے التفاتی شروع ہوگئی ہے، اس ... حال مین انڈین ایجوکیشن کے ایک مضمون نگار کا خیال رجوع ہوا ہے، اور "مدارس مین حافظہ کی تربیت" کے عنوان سے اُس نے اُسکے مختلف پہلوؤن پر نظر کی ہے، وہ لکھتا ہے:-

"گذشتہ زمانہ مین حافظہ کو ایک ایسا عمل ذہنی سمجھا جاتا تھا، جسے جسم کی حالت سے کوئی تعلق نہین لیکن اب عضویات و نفسیات، دو جدید علوم کی ترقی نے ثابت کردیا ہے کہ حافظہ کا عام جسمانی صحت سے خاص تعلق ہے، تندرستی اگر اچھی ہے تو حافظہ بھی اچھا ہوگا، اس عمل ذہنی مین دماغ کے ساتھ تمام اعضاے جسم اعصاب وعضلات وغیرہ کی شرکت ہوتی ہے، یا جیسا کہ ایک ماہر عضویات نے کہا ہے، حافظہ کا مستقر محض دماغ نہین بلکہ تمام آلات حواس وعضلات ہین،

اسکو ذہن نشین رکھنے کے بعد یہ امر صاف ہوجاتا ہے کہ حافظہ بمقابلہ بیماری کے تندرستی کی حالت مین بہتر ہوتا ہے، اور بمقابلہ شام کے جب جسم ودماغ خستہ ہوتے ہین، صبح زیادہ کام کرتا ہے

جب جسم ودماغ تازہ ہوتے ہین......

پس اچھے حافظہ کی سب سے پہلی شرط اچھی صحت ہے، تقویت حافظہ کے لئے گولیان معجون اور عرق جنہین طلبہ اس ذوق وشوق سے خرید کرتے ہین، انکا اثر صرف اسقدر ہوتا ہے کہ خریدارون کی جیب ہلکی کردیتے ہین! ان مکاریون سے خبردار رہنا چاہیئے، جو اپنی قوت حافظہ کو اچھا رکھنا چاہتا ہے، یعنی جوبات اپنے ذہن مین محفوظ رکھے، اور جب چاہے اُسے مستحضر کرسکے، اسکے لئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ مفید غذا کھائے، تازہ ہوا مین ورزش کرے، اور جسم کو صاف، تندرست اور ورزشی رکھے۔"

مضمون نگار نے حافظہ کی تین قسمین بیان کی ہین، حسّی، عقلی اور تخیّلی، بچپن مین حافظہ صرف حسّی ہوتا ہے، یعنی ذہن کے سامنے جس ترتیب سے کوئی واقعہ آتا ہے، بغیر کسی عقلی تعلق کے وہ بجنسہ اسی طرح اُسے رٹ لیتا ہے، دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ اسمین کوئی عقلی ترتیب پیدا ہو، تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ تخیّل مین کسی گذشتہ واقعہ کی پوری تصویر آجائے،

حافظہ کی ترقی وتقویت کے لئے اصول ذیل بتائے گئے ہین:-

(۱) صحیح مشاہدہ، جو شے پوری طرح تجربہ یا مشاہدہ مین نہین ہے، کسی عرصہ تک ذہن مین محفوظ نہین رہ سکتی، نصاب مدارس مین اسباق بیانیہ (object lesson) اور مطالعہ فطرت (نیچر اسٹڈی) کے مضامین اسی غرض سے رکھے جاتے ہین کہ قواے مشاہدہ کا نشوونما ہو۔

(۲) صحیح تعقل، لیکن مشاہدہ کے پورے سامان فراہم ہونا بھی لاحاصل ہین، تا وقتیکہ شے زیر مشاہدہ پوری طرح ذہن کی گرفت مین نہ آجائے،

(۳) حسن ترتیب، واقعات کے محفوظ رہنے مین انکی خوش ترتیبی کو بھی بہت دخل ہوتا ہے، جو واقعات باہم بالکل غیر مربوط ہوتے ہین، اُنکے محفوظ رکھنے مین ذہن کو سخت دشواری پیش آتی ہے، بخلاف اسکے مربوط، منضبط اور مرتب واقعات بآسانی ذہن مین رہجاتے ہین۔

(۴) **اعادہ وتکرار**، حافظہ کو سب سے زیادہ مدد اعادہ وتکرار سے ملتی ہے، کوئی واقعہ خواہ کتنا ہی غیر دلچسپ ہو، اگر بکثرت وتواتر ذہن کے سامنے پیش ہوتا رہے تو از خود منقش ہوجائیگا،

مضمون نگار کے ان مجوزہ طریقون کے مفید ہونے مین کلام نہین، لیکن ان پر ایک اور عنصر کا اضافہ بھی ضروری ہے، اور وہ جذبہ انگیزی ہے، جن واقعات سے جذبات کو وابستگی ہوتی ہے، انکا نقش ذہن مین بمقابلہ دیگر واقعات کے بہت زیادہ گہرا اور پائدار ہوتا ہے،

اسلام اور دنیاے جدید

لالہ لاجپت راے نے جو ایک مدت دراز سے مغربی ممالک مین مقیم ہین، حال مین ایک طویل مراسلہ ہندوستان کے انگریزی اخبارات مین شایع کرایا ہے، جسمین اپنے اہل وطن کو ملکی معاملات مین متعدد مشورے دیئے ہین، اس ضمن مین مسلمانان ہند کو مخاطب کرکے وہ حسب ذیل تحریر فرماتے ہین:۔

ایک عرض اپنے مسلمان ہموطنون سے بھی ہے، مجھے اپنی سیاحی کے زمانہ مین جس امر نے سب سے زیادہ تکلیف دی، وہ نہایت گہری جہالت وتعصب ہے، جو اسلام وممالک اسلامیہ کے متعلق امریکہ مین قائم ہے، امریکہ مین آپکو چین، جاپان، ہندوستان ہر ملک کے کچھ ہمدرد ملجائینگے، لیکن جسکا ایک بھی ہمدرد نہ ملیگا وہ اسلام اور اقوام اسلامیہ ہین، مین نے اپنی پنج سالہ مدت سیاحت مین ایک متنفس بھی ایسا نہین پایا جسکی زبان سے مسلمانون کی بابت کلمۂ خیر نکلا ہو، بدقسمتی سے ایک مرتبہ مجھے ایک مسلمان دوست کے ہمراہ ایک جلسہ مین شرکت کا اتفاق ہوا جسمین مستقبل ٹرکی پر بحث ہورہی تھی، ترکون کی حمایت مین ایک ترک نے تقریر کی، لیکن اُسکے جواب مین جو تقریرین ہوئین اُنمے ٹرکی کے خلاف اسقدر تعصب ومنافرت کا اظہار ہوتا تھا، کہ مجھے ضبط کرنا مشکل ہوگیا، ترکون کے وکیل نے اسقدر بے محل تقریر کی کہ خود اُسکی طرف سے نفرت کے جذبات پیدا ہوگئے، ترک اسوقت

بے انتہا بدنام ہین، پس مسلمانون کے وکیل کو اپنی تقریر مین خاص طور پر احتیاط ومصالح کو پیش نظر رکھنا تھا تاکہ سامعین کو کچھ تو ہمدردی ہوتی، خاتمۂ بحث پر میرے حسب مشورہ میرے رفیق نے تقریر کی، اور کسیقدر کامیاب رہا، لیکن تنہا اُسکی آواز نقارخانہ مین طوطی کی آواز تھی،

ہندوستان کے مسلمان لیڈرون پر مذہبی، قومی، و ذاتی حیثیت سے یہ فرض ہے کہ دنیا کے تمام اہم ممالک مین اپنے قابل نمایندہ رکھین، اور اس فرض پر انہین فوری توجہ کی ضرورت ہے، بیشک یہ فرض تمام ہندوستانیون کا ہے خواہ وہ کسی مذہب وملت کے ہون کہ اسلام کی نیکنامی پر حرف نہ آنے دین، اور جو حقوق دوسرے مذاہب وملل کی جماعات طلب کررہی ہین انہین کا مطالبہ ممالک اسلامیہ کے لیے بھی کرین، لیکن ظاہر ہے کہ اسکی اصلی ذمہ داری خود مسلمانون پر ہے، اور یہ فرض انکی فوری توجہ کا محتاج ہے، وہ اگر اسوقت اسکی جانب سے بے اعتنائی کرتے ہین تو انہین اپنی غفلت کے مہلک نتائج کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے"۔

خاتمہ پر لالہ صاحب موصوف التجا کرتے ہین:۔

"میری شخصیت سے آپ قطع نظر کیجیے، اور میرے معروضات پر غور کیجیے کہ یہ بجاے خود کیا وزن رکھتے ہین"۔

زنانہ لباس اور اخلاق وصحت

عموماً لباس سے مقصود یہ سمجھا جاتا تھا کہ گرمی وسردی سے امن رہے، اسپنسر نے اس کلیہ سے اختلاف کرکے اسکی اصل غرض آرائش وخودنمائی بیان کی، اسپنسر کے فلسفیانہ نظریہ کی زبردست تائید یورپ کا موجودہ زنانہ لباس کر رہا ہے، مشرق کی پردہ دار "مستورات" جسم کو لباس کے "پردہ" مین رکھنا چاہتی ہین، لیکن مغرب کی پردہ ور خواتین چہرہ کے ساتھ روز بروز جسم کو بھی بے پردہ کرتی جاتی ہین، نوبت یہانتک پہنچگئی ہے کہ بعض حلقون مین اسکی کوشش ہورہی ہے کہ اس روز افزون بیحیائی کو

قانونِ حکومت کی مدد سے روکا جائے،

حال مین لندن کے ایک علمی رسالہ پاپولر سائنس سفتنگز کی توجہ اس جانب مبذول ہوئی ہے اس سلسلہ مین وہ ڈاکٹر تھراک مارٹن کا حسب ذیل بیان شایع کرتا ہے:۔

"نوعمر لڑکیان جو میرے مطب مین تسمسر ا مین آتی ہین، انکی بڑی تعداد بغیر کسی مجبوری کے محض اپنی خوشی سے نیم برہنہ حالت مین ہوتی ہے، جب مین ان نوعمرون کو جاڑون کی ٹھنڈی ہوا مین برہنہ بازون پر ننگی گردنون کے ساتھ دیکھتا ہون تو اپنے ذہن مین اندازہ کرنے لگتا ہون کہ انکی کتنی بڑی تعداد اپنے تئین مرض دق کے لئے تیار کر رہی ہے۔

..... وغیرہ متعدد امراض حلق و گردن کے اعصاب مین ہوا لگتے رہنے سے پیدا ہوجاتے ہین، اور زیر ناف پچھلے حصۂ جسم کے ناکافی لباس سے فقر الدم و دیگر امراض اُٹھ کھڑے ہوتے ہین،"

ایک دوسرا مضمون نگار لکھتا ہے:۔

"ہمارے جو سپاہی گولون اور گولیون کی بارش سے واپس آتے ہین، ہم انکا خیر مقدم کرنے کو تیار رہتے ہین، مگر کیا وطن مین ہم اُن کا ایک شدید تر خطرہ سے سامنا کرائین گے؟ یہ خطرہ ہر وہ عورت ہے جو اپنے گھر کو چھوڑ کر ایک نیم برہنہ حالت مین جلسۂ دعوت یا رقص مین شرکت کرتی ہے، مردون کے طبایع ان چیزون سے متاثر ہوتے ہین، کیا ہم انکی زبان سے یہ کہلانا چاہتے ہین کہ نیک چلنی کی کوشش بیسود ہے، درآنحالیکہ ہماری خواتین کا لباس جامۂ تہذیب سے باہر ہوتا ہے"

یہی مضمون نگار آگے چل کر اپنے چشمدید واقعات بیان کرتا ہے:۔

گذشتہ ہفتہ مین ایک شب کو مین ایک تھیٹر کا مشہور تماشہ دیکھنے گیا، ہم سے اگلی قطار مین ایک خاتون تشریف رکھتی تھین، جنکے بال تازہ ترین فیشن کے مطابق نہایت حسن و خوبی سے آراستہ تھے، اور ان چمکتے ہوے سیاہ بالون مین ایک کنگھی گھُسی ہوئی تھی جسمین ہیرے جڑے ہوئے تھے، ہم لوگ

یعنی پچھلی قطار والون کے لئے صرف یہی کنگھی لباس کی نیابت کر رہی تھی،

"یہ خاتون بلند و بالا تھین، ایسی کہ انکے شانے کرسی کی پشت سے بقدر ۶ انچ یا زاید کے اوپر نکلے ہوئے تھے، لیکن ان شانون اور ہاتھون پر کپڑے کی ایک چٹ تک نہ تھی، گویا پیچھے سے دیکھنے والون کے لئے اس خاتون کا جسم بالکل برہنہ تھا، اور اسکا اثر کسقدر شرمناک تھا!"

دوسرا مشاہدہ:۔

"شادمانی فتح کے جلسۂ رقص مین مین نے ایک نوجوان خاتون کو دیکھا جسکی عمر ۲۰ سال سے زاید نہ تھی، اُسکا چہرہ خوبصورت و معصومانہ تھا، لیکن لباس ایسا تھا جو بجز ایک زن بازاری کے اور کسی کا نہین ہوسکتا، اُسکا سایہ صرف ٹخنہ تک تھا،..... بالائی لباس کا سامنے کا حصہ توغنیمت تھا لیکن دونون پہلو بالکل عریان تھے، اور پشت کی جانب سے اس نازنین کا سارا جسم کمر سے لیکر گردن تک کپڑون کے بار سے ایسا آزاد تھا کہ گویا وہ خاتون حمام مین ہے"۔

یہ وبا ہندوستان مین بھی سرایت کرتی جاتی ہے، اور یورپ مین تمدن کی وسعت و ترقی کے ساتھ رفتہ اسمین بھی ترقی ہوتے رہنا لازمی ہے۔ ایسی حالت مین مسلمان جدید التعلیم خواتین کی حالت کس درجہ دردناک ہوگی، لاہور کی بعض جدید التعلیم خواتین کی نسبت معلوم ہوا ہے کہ انکی بہترین کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے انداز و لباس سے کم از کم "ایک بدحیثیت کرسچین عورت" معلوم ہون، افسوس! یورپ کے ظاہری تمدن کی ہم تقلید کرنا چاہتے ہین تو اسکے متعلق وہان کے خود مصلحین اور ارباب فکر کے خیالات بھی سن لینا چاہئین۔

اخبارِ علمیہ

جدید تحقیقات کی ترقی کے ساتھ کرۂ ارض کی عمر بھی زیادہ ثابت ہوتی جاتی ہے، پہلے یورپ کا خیال
تھا کہ زمین کو وجود مین آئے ہوئے سات آٹھ ہزار سال سے زیادہ نہین ہوئے، انیسوین صدی کے آخر مین محققین نے
فیصلہ کیا کہ زمین کی عمر کئی لاکھ سال کی ہو چکی ہے، تازہ ترین تحقیقات یہ ہے کہ اسکو پیدا ہوئے آٹھ کرور
اور پندرہ کرور سال کے درمیان زمانہ گذر چکا ہے،

مسٹر میلک، فیلو رائل سوسائٹی نے حال مین ایک آلہ ایسا ایجاد کیا ہے جس سے یہ پیمائش
ہوجاتی ہے کہ نباتات مین دن کے کس حصہ مین کتنی نمو ہوتی رہتی ہے، لندن کے مشہور عجائب خانۂ نباتات
کیوگارڈنز مین اس آلہ کی مدد سے جو متعدد تجربات کئے گئے، اُن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ درختون مین
سب سے زیادہ نمو صبح سے دوپہر تک ہوتی ہے اور دوپہر کے بعد سے یہی نہین کہ نمو نہین ہوتی بلکہ انقباض
پیدا ہونے لگتا ہے، توقع ہے کہ اس آلہ کے اختراع سے گورنمنٹ کا محکمۂ "جنگلات" خاص نفع حاصل کریگا

۱۵- ستمبر سے نیویارک (امریکہ) مین ایک عالمگیر زنانہ طبی کانفرس کے اجلاس منعقد ہو رہے ہین
جو غالباً ۳۰- اکتوبر کو ختم ہون، اس کانفرنس کا مقصد یہ ہے کہ طبقۂ نسوان کی صحت اور انکی اخلاقی حالت کے
متعلق جملہ مسائل پر غور و بحث کیجائے، اسکے دروازے ہر ملک و ملت کی طبابت پیشہ خواتین کے لئے
کھلے ہوئے ہین، چنانچہ بعض دعوت نامے ہندوستان بھی آئے تھے، مہمانون کے مصارف داعیان کانفرنس کے ذمے تھے

انڈین میوزک کانفرنس (انجمن موسیقی ہند) کے سکریٹری نے سر الگزنڈر میکنزی پرنسپل رائل کالج

آف میوزک (لندن) کی خدمت مین ایک باضابطہ تحریک اس امر کی پیش کی ہے کہ لندن یا پیرس مین
ایک عالمگیر میوزک کانفرنس منعقد کیجائے، جسمین تمام دنیا کے مشاہیر علماء و ماہرین فن موسیقی کا اجتماع ہو
جسمین مختلف اقوام و ممالک کی موسیقیون پر علمی مباحث و مذاکرات ہون، اسکی شرکت کے لئے چالیس (۴۰)
افراد ہندوستان سے بھیجے جانا تجویز ہوے اور کانفرنس کے مصارف کا تخمینہ ۲۵ ہزار پونڈ قرار
پایا ہے، داخلہ کے لئے ٹکٹ خرید کرنا ہونگے، اور اندازہ کیا گیا ہے کہ ٹکٹون کی مجموعی فروخت ۰ا ہزار
پونڈ سے کسی طرح کم نہین ہو سکتی -

اوائل ستمبر مین رائل ایشیاٹک سوسائٹی (لندن) امریکن اور نیٹیل سوسائٹی، فرنچ ایشیاٹک
سوسائٹی، اور اٹلی کی مجلس مشرقی کے منتخب نائبین اور مستشرقین کی کانفرنس لندن مین سر چارلس لائل کی
زیر صدارت اس غرض سے منعقد ہوئی کہ اتحادیین نے مشرق مین جو جدید فتوحات حاصل کئے ہین، ان
ملکون کی تاریخی، لسانی، داثری تحقیقات کے ذرائع و تدابیر پر غور کیا جائے، کانفرنس کا اجلاس
چار روز تک رہا، اور متعدد تجاویز منظور ہوئین، ضمناً بعض مسائل ہندوستان و مشرق بعیدہ کے متعلق
طے پائے، مشہور مستشرق پروفیسر لیوی اور مسٹر ٹامس اور مسٹر وڈس کی ایک کمیٹی اس غرض سے
مقرر ہوئی کہ بدھ ازم کے متعلق معلومات کا ایک مبسوط قاموس تیار کرے، اثری تحقیقات کے لئے ایک
مرکز بلخ و مضافات بلخ جانا قرار پایا، مصر اور مقبوضات ٹرکی کی اثری تحقیقات پر خاص طور سے زور
دیا گیا، اور برٹش اکاڈمی کی جانب سے صلح کانفرس کی خدمت مین عرضداشت پیش کیگئی کہ ٹرکی کے ساتھ
جو صلحنامہ مرتب ہو اسمین اس قسم کے دفعات بھی ضرور رکھے جائین جنکے لحاظ سے علمائے اتحادیین کو وہان
اثری تحقیقات کی پوری آزادی ہو،

ہندوستان کے مختلف مقامات مین ماہرین سائنس اس امر کے تجربات کر رہے ہین کہ دیوار ... مین اگرخول رکھا جائے، اور انکے اندر برقی پنکھون سے ہوا کو حرکت ہوتی رہے تو مکانات کس حد تک گرمی کے اثر سے محفوظ رہ سکتے ہین -

---

پروفیسر فینسڈین نے حال ہین زمین دوز و آبدوز ٹیلیفون ایجاد کیا ہے، اسکے ذریعہ سے خشکی و تری کے دور و دراز مقامات تک بلاتکلف آواز پہنچائی جاسکتی ہے، بعض وحشی قبائل مین اب تک یہ ملکہ پایا جاتا ہے کہ وہ زمین پر کان لگا کر بہت دور سے دشمن کی آمد نیز دوسرے اقسام کی آوازین سُن سکتے ہین، پروفیسر موصوف نے اسی ملکہ کو پیش نظر رکھکر علمی تجربات کئے اور بالآخر اس آلہ کا اختراع کیا۔

ابتک یہ سمجھا جاتا تھا کہ مکھیون کو رنگ سے خاص تعلق ہے، بعض بعض الوان کی جانب اُن کی کشش زیادہ ہوتی ہے اور بعض کی جانب کم، مگر ڈاکٹر او، سی، لاج کے تازہ تجربات اسکی تردید کرتے ہین، ڈاکٹر موصوف کا بیان ہے کہ روشنی کی کمی یا زیادتی، اور رنگون کے اختلاف سے مکھیان مطلق متاثر نہین ہوتین وہ سب سے زیادہ اپنی قوت شامہ کے تابع ہوتی ہین، اور مختلف اشیا کی بو و خوشبو انہین اپنی جانب کھینچتی ہے -

---

مسٹر رابرٹ میکلاگلن نے ایک عظیم الشان و دیوہیکل ہوائی جہاز کا نقشہ تیار کیا ہے جو طیارون کی تاریخ مین ایک جدید باب کا اضافہ کرتا ہے، یہ جہاز ۸۰۰ فٹ طویل اور ۲۰۰ فٹ عریض ہوگا، اسمین ۴۰ انجن کام کرینگے، اور اُسکا رقبہ ایک لاکھ فٹ مربع کا ہوگا، اُسپر ایک ہزار مسافر ایک وقت مین سفر کرسکین گے، اور انگلستان و امریکہ کی درمیانی مسافت کو جو بحر اقیانوس (اٹلانٹک) کے چھ ہزار میل پر مشتمل ہے، یہ ۴۸ گھنٹہ مین طے کریگا!

ادبیات

زندانیون کا وداعِ رمضان

(۱)

از سید حسرت موہانی

الوداع اے ماہِ رمضانؑ الوداع — الوداع اے مونسِ جانؑ الوداع

تجھ سے روشن تھا سوادِ ملکِ جان — اے چراغِ نورِ ایمانؑ الوداع

اے زمانِ رحمتِ حق، الفراق — اے محبِ اہلِ عصیان الوداع

اے نشانِ شانِ صبر و فقرِ عشق — شاہدِ عشاقِ حیرانؑ الوداع

لذتِ افطار واے لطفِ سحر — تم مین تھا عیشِ فراوان الوداع

مین راحت تجھ سے تھی تکلیفِ قید — اے انیسِ اہلِ زندان الوداع

قدر جانی کچھ نہ تیری اے عزیز — تجھ سے حسرت ہی پشیمان الوداع

(۲)

محترم محمد علی جوہر (سابق اڈیٹر کامریڈ)

الوداع اے ماہِ رمضانؑ الوداع — بہترینِ غمگسارانؑ الوداع

تجھ مین اُترا آخری پیغامِ حق — تو ہی تھا شایانِ قرآنؑ الوداع

جوش پر تھا بحرِ رحمت ان دنون — اے زمانِ عفوِ عصیانؑ الوداع

رمضان، بسکون میم صحیح نہین، فارسی شعرا نے ہمیشہ بفتح میم استعمال کیا ہے، لیکن قید خانہ مین ہمارے زندانی شعرا پر جو سخت پابندیان عاید ہین ہم اسے پسند مناسب نہین سمجھتے کہ قید خانہ سے باہر ایک لفظی پابندی کا بار اور ان پر اضافہ کرین

الفراق اے ہم جلیسِ صائین — مونسِ شب زندہ دارانؒ الوداع

آشکارا تجھ پہ تھا سب رازِ دل — پردہ دارِ دردِ پنہانؒ الوداع

قیدِ تنہائی کی رونق تجھسے تھی — اے شریکِ بزمِ زندان الوداع

غنچہاے دل شگفتہ تجھسے تھے — اے بہارِ باغِ ایمان الوداع

دور کردی تونے ظلمت قید کی — تجھسے ہر شب تھا چراغان الوداع

سونپنا تھا تجکو زادِ آخرت، — ہو سکا پر کچھ نہ سامان الوداع

کاروانِ خیر و برکت چلدیا — رہ گئے سب دیدۂ لرزان الوداع

شدتِ غم سے زبان گر بند ہے — تو ہی کہدے چشمِ گریان الوداع

پولٹیکل گداگری

ڈاکٹر شیخ محمد اقبال ایم اے

بہت آزمایا ہے غیرون کو تونے — مگر آج ہے وقت خود آزمائی

نہین تجکو تاریخ سے آگہی کیا؟ — خلافت کی کرنے لگا تو گدائی

خریدین نہ ہم جسکو اپنے لہو سے — مسلمان کو ہے ننگ وہ بادشائی

"مرا از شکستن چنان عار ناید،

کہ از دیگران خواستن مومیائی"

باب التقریظ والانتقاد

دیوانِ غالب

مصححہ مولوی ابوالبیان سید حامد حسین صاحب بیدل شاہجہانپوری، مطبوعہ مطبع مفید عام لاہور

[illegible] ۲۶×۲۲ کاغذ سفید دیسی، قیمت عہ

مرزا غالب کی مقبولیت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ملک مین اُنکے دیوان کے متعدد اڈیشن [illegible] ہو چکے ہین، اور اب تک شایع ہو رہے ہین، صحت کے لحاظ سے تو سب سے بہتر وہ نسخہ ہے جو خود [illegible] مرحوم کی تصحیح و اہتمام سے دوسری دفعہ چھپا تھا، مرزا نے خود اپنے ہاتھ سے اُسکی کاپیان تک درست [illegible] تھین جیسا کہ دیباچہ مین اُسکا بہ تخصیص ذکر کیا ہے،

ہمارے ملک کے نوجوان اٹھارہ بیس برس سے غالب کی قدر پہچاننے لگے ہین، اور روز بروز [illegible] دیوان کے عمدہ اڈیشن کی مانگ ملک مین بڑھتی جاتی ہے، چند سال ہوئے کہ سید راس مسعود کے [illegible] ہدایت مطبع نظامی بدایون سے اہتمام کے ساتھ اُسکا ایک اڈیشن شایع ہوا، کاغذ اور کتابت کی [illegible] مین کلام نہین، لیکن خط جلی اور تقطیع غیر موزون رہی، مرحوم ڈاکٹر عبد الرحمن بجنوری، انجمن ترقی اُردو کی [illegible] سے نہایت کوشش کے ساتھ اسکا ایک صحیح اور عمدہ نسخہ تیار کر رہے تھے، مرحوم نے اُسکے لئے [illegible] محنت اُٹھائی تھی، ایک دیباچہ لکھا تھا جسمین غالب کی شاعری اور فلسفہ پر عمدہ خیالات مرتب کئے تھے [illegible] اثنا مین ہمارے دوست مولانا عبد السلام ندوی کو بھوپال کے سرکاری کتبخانہ مین غالب کا پورا دیوان [illegible] انتخاب مل گیا، جسکو خود غالب نے بھوپال کے ایک رئیس کو شاید ہدیۃً بھیجا تھا، مرحوم ڈاکٹر بجنوری کا [illegible] ارادہ تھا جیسا کہ وہ مجھسے کہتے تھے کہ وہ اس دیوان کا فوٹو بعینہ اپنے نسخہ کے اخیر مین شایع کرینگے لیکن

افسوس کہ ع آن قدح بشکست و آن ساقی نماند، امید تھی کہ اُنکے احباب اور انجمن ترقی اردو مرحوم کی یادگار مین اُس نسخہ کو چھاپکر شایع کریگی، لیکن مولوی عبدالحق صاحب سکرٹری انجمن ترقی اردو کی زبانی یہ سُن کر افسوس ہوا کہ مرحوم کی یہ محنت و کاوش ریاستون کی پولیٹکل کشمکش مین ضایع ہوناچاہتی ہے۔

سبکو معلوم ہے کہ غالب کی زبان قدرے نامانوس ہے، فارسی ترکیبون کی پیچیدگی خیالات کی بلندی، مضامین کی ندرت کے سبب سے انکا دیوان عام اہل مطابع کی دماغی دسترس سے باہر ہے، اس بنا پر اُن کا دیوان بکثرت چھپنے کے باوجود بکثرت غلط چھپا ہے، ہان سید حسرت موہانی نے شرح دیوان غالب مین جو سنہ ۱۹۱۶ء مین چوتھی دفعہ چھپا ہے، تقریباً بہت کچھ صحت کا لحاظ رکھا ہے۔

زیر تنقید نسخہ، دیوان غالب اسی سال لاہور کے مطبع مفید عام سے شایع ہوا ہے، اسکے مصحح ہمارے دوست مولوی ابوالبیان سید حامد حسین بیدل شاہجہانپوری ہین، سید بیدل فارسی اور عربی کے ماہر ہین اور شاعری مین داغ مرحوم کے شاگرد ہین، بمبئی مین علامہ شبلی مرحوم کی صحبتون مین وہ سالہا سال شریک رہے ہین، علامہ مرحوم نے دستہ گل مین جو یہ قطعہ لکھا ہے

هرزه چند بهم بافتن و پیشِ کسان　　عرضه دادن نه پسندیدهٔ عاقل باشد

من هم این کار نمی خواستم از دل اما　　چه توان کرد چو فرمودهٔ بیدل باشد

اس بیدل سے یہی بزرگ مراد ہین۔

سید بیدل نے اس نسخہ مین دو باتین خاص طور سے اضافہ کی ہین، ایک یہ کہ تمام منظومات پر نمبر لگا دیے ہین، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دیوان مین ۲۲۵ غزلین ہین، متفرق غزلون کے اشعار کو آخر مین ایک شمار کر لیا ہے، قصائد چار ہین، قطعات گیارہ ہین، متفرق نظمین سات ہین، رباعیان سولہ ہین، دوسری بات یہ کی ہے کہ غالب مین فارسی اضافات اور ترکیبین بکثرت ہین، دقت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ چونکہ اضافتون کو نشان وقف بنا کر علٰحدہ نہین کیا گیا ہے، اس بنا پر اول تو لوگ

پڑھنے مین غلطی کرتے ہین، مصحح نے یہ کیا ہے کہ ہر فقرہ کو وقف کا نشان لگا کر الگ کر دیا ہے، یہ التزام پوری کتاب مین خصوصیت کے ساتھ نباہا گیا ہے،

تصحیح اغلاط مین مصحح نے خاص طور پر کوشش کی ہے، لیکن افسوس یہ ہے کہ مطبع نے اصلاح سنگ کا اہتمام شاید اچھا نہین کیا، اس بنا پر مصلح سنگ کے حرف گیر نے سخت مظالم کئے ہین، اور اسکے علامات کتاب مین جا بجا نمایان ہین، اس بنا پر گو یہ نسخہ عام بازاری نسخون سے بہتر اور عمدہ ہے، کاغذ دبیز ہے، خط صاف ہے، اغلاط بھی نسبتہً کم ہین، تاہم وہ اس داغ سے بتمامہ پاک نہین، ہم نے کسیقدر توجہ سے اس نسخہ کو پڑھا، اور اُسکے اغلاط پر نشان لگائے، اور اُنکو اسلئے ذیل مین لکھتے ہین تاکہ آیندہ طبع مین اُنکی درستی کیجائے،

سبزہ خط سے ترا کاکلِ مشکین نہ دبا　　یہ زمرد بھی حرفِ دمِ افعی نہوا

"حرف" کے بجائے "حریف" چاہیئے،

دل تا جگر کہ ساحلِ دریای خون آب　　اس رہگذر مین جلوۂ گل آگے گرد تھا

"آب" بالف ممدودہ نہین، بلکہ "اَب" ہے،

ع بیان کیا کیجیے بیدادِ کاوشہاے مژگان کو۔ "مژگان کو" کے بجائے "مژگان کا" لکھنا چاہیئے،

اسی غزل کے مقطع مین "ایک" کہ "زاید ہے،

ع کل تلک تیرا بھی دل مہر و وفا کا باب تھا۔ "بھی" کی جگہ "ہی" چاہیئے،

ع موج سراب دشت وفا کا نہ پوچھ سال۔ حال کا "سال" ہو گیا ہے۔

ع حیف اس چار گرہ کپڑے کی قیمت غالب۔ کپڑون کی اس گرانی کے زمانہ مین "قیمت" مناسب تھا، لیکن غالب نے "قسمت" لکھا ہے،

ع مانعِ وحشت خرابی ہاے لیلی کون ہے۔ "خرامیہاے" چاہیئے۔

ع بات کرتے کہ مین لب فتنۂ تقدیر بھی تھا - "تقدیر" کے بجائے "تقریر"،

ع کیا کہون بیماریٔ غم کی فراغت کا بیان - شرح حسرت موہانی مین بھی اس مصرع مین "کیا کہون" چھپا ہے، لیکن بظاہر "کیا کرون" چاہیئے -

ع عاقبت کا دشمن اور آوارگی کا آشنا - "عافیت" چاہیئے -

ع سبزۂ گل کہان سے آئے ہین - "سبزہ و گل" چاہیئے -

ع ظاہر ہے کہ گھبرا کے نہ بہاگین کے نکیرین - "نہ بہاگین گے"،

ع زور بازار جانسپاری - "روز بازار" صحیح ہے،

ع اے شوق! یان اجازتِ تسلیم وہوش ہے - "تسلیمِ ہوش" چاہیئے -

ع نے وہ سرور و سوز نہ جوش و خروش ہے - اکثر نسخون مین "سوز" چھپا ہے، حالانکہ صحیح لفظ "سُور" ہے، بمعنی "بزم شادمانی" سرور و سوز ان میل ہین، اور اُوپر کے شعرون مین سوز کے مناسب کوئی بات نہین ہے،

ان چند اغلاط کے علاوہ شاید ایک دو غلطیان اور باقی ہون، ہمکو اُمید ہے کہ شائقین اس نسخہ کو خرید کر عام تجارتی مطابع کو اُردو ادب کی خدمت کا حوصلہ دلائین گے -

---

نور اللغات

اُردو زبان کا ایک ضخیم لغت جو زیر تصنیف ہے

از مولوی احسن اللہ خان ثاقب پروفیسر گوالیار کالج

مولوی نور الحسن صاحب نیر بی - اے، ال، ال، بی (ہردوئی، اودھ) خلف اکبر حضرت محسن کاکوروی علیہ الرحمہ ایک مدت سے اُردو زبان کا ایک ضخیم لغت تالیف کر رہے ہین، اسکا ایک نا تمام

حصہ چھپکر شایع ہوا ہے، جو سفید کاغذ کی بڑی تقطیع پر خوشنما چھاپا گیا ہے، اُردو زبان کے ایک مستند لغت کی ضرورت سے شاید کسیکو انکار نہو گا، لغت کی جلد اول جو تمام ہو چکی ہے، اور جلد ثانی زیر ترتیب ہے، دونون مین نے دیکھی ہین، اور مین بلا مبالغہ کہتا ہون کہ کتاب نہایت محنت اور [illegible]ت سے تالیف کیگئی ہے، اور استعجاب کیون ہو، آخر حضرت نیر کس یگانۂ روزگار کے خلف الرشید ہین،

نور اللغات اُسی نمونے پر تالیف کیجا رہی ہے، جس محنت اور کاوش سے ناتمام امیر اللغات تالیف کیگئی، اگر یہ لغت مکمل ہوگیا، تو اردو زبان کو پھر کسی دوسری کتاب کی اس موضوع پر ضرورت باقی نرہیگی،

اس لغت کی خصوصیات حسب ذیل ہین: -

(۱) اس کتاب مین پہلے الفاظ اور اسکے بعد محاورات بترتیب حروف تہجی درج کئے ہین،

(۲) فارسی اور عربی کی وہ ترکیبین، مقولے اور مثلین جو اردو زبان مین استعمال ہوتی ہین اور جو گویا اُردو زبان کا لازمی جزو ہوگئی ہین، مع پہلوے استعمال درج کی ہین،

۳- الفاظ اور محاورات کی نسبت مؤلف نے زبان کا لحاظ رکھا ہے،

۴- انگریزی الفاظ جو زبان پر رائج اور اُردو اخبارات مین مستعمل ہین مع معانی کے لکھدیئے ہین،

۵- حتی الامکان یہ کوشش کی ہے کہ اردو کے مستند شعراء اور مشہور نثر نگارون کے کلام سے پہلوے استعمال دکھایا جائے،

۶- الفاظ عربی اور فارسی جو سند ہو کر دوسرے معنون مین مستعمل ہین مع اصل معانی اور اُردو مین پہلوئے استعمال کے لکھے گئے ہین،

۷- تذکیر و تانیث کے متعلق اختلاف کی صورت مین سند لکھدی ہے، فضول مباحث سے اجتناب کیا ہے،

۸ - محاورات مین لکھنؤ اور دہلی دونون مقامات کو داخل کیا ہے،

۹ - عوام کی زبان اور بیگمات کی بول چال کے متعلق خاص اشارہ کردیا ہے،

۱۰ - جو محاورات واحد اور جمع دونون مین بغیر کسی معنوی اختلاف کے بولے جاتے ہین اُنکو صرف واحد مین لکھا ہے، درصورت اختلاف دونون کے تحت مین لکھا ہے، مثلاً بات بنانا، باتین بنانا۔

۱۱ - جن محاورات کے منفی اور مثبت کے استعمال مین کوئی خاص پہلو پیدا ہوجاتا ہے، اُنکو علیحدہ علیحدہ قائم کیا ہے ورنہ صورت اثبات کے ساتھ لکھدیا ہے،

۱۲ - علم ادب کے وہ نکات جنکا تعلق لغت سے ہے حسب ضرورت لکھدیئے ہین،

۱۳ - الفاظ مترادفہ کا نازک فرق ظاہر کردیا ہے، جیسے بول چال، محاورہ، مثل،

۱۴ - وہ انگریزی الفاظ جو اکثر زبانون پر آگئے اور اخبارات مین پائے جاتے ہین لغت مین داخل کردیئے ہین اور اُنکی تذکیر و تانیث بھی لکھدی ہے،

قابل ستائش یہ امر ہے کہ جناب مولّف تنہا اسوقت تک اس کام کو انجام دے رہے ہین، ملک کو ایسے مولّف اور ایسی تالیف کی قدر کرنا لازمی ہے، ارباب ہمم کو چاہیئے کہ جہانتک ہوسکے تکمیل کتب اور مصارف طبع و اشاعت مین اُنکا ہاتھ بٹائین وہ بہت کچھ اس تالیف پر خرچ کررہے ہین، اگر یہ کام ہزارون روپے کے خرچ سے انجام پاسکتا ہے، ہمارے والیان ملک کو جو اردو کے قدردان ہین ضرور ہے کہ ایسی گرانبہا تالیف کے لئے اپنی ہمت کا اظہار فرمائین تاکہ ملک کے لئے ایک سرمایۂ ناز لغت تالیف و مرتب ہوجائے، جسکی ازحد ضرورت ہے، اور جو امیر اللغات کے ناتمام رہجانے سے غیر مکمل پڑا ہوا ہے،

مطبوعاتِ جدیدہ

اہل القبلہ، یہ مختصر سا رسالہ جسکا حجم ۴۰ صفحات ہین، مولوی عبد الغفور صاحب عابدی حیدرآبادی [...]یف کیا ہے، اس رسالہ مین قرآن و سنت اور فقہ و تصوف سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اہل قبلہ [...] مسلمانون کے کسی فرقہ کو کافر کہنا صحیح نہین ہے، مولف نے فقہ کی کتابون کے اقتباسات اچھے [...]ے کیے ہین، پتہ: - ڈاکٹر محمد قمر الدین صاحب مہتمم دیا کسین ڈپو سرکار عالی حیدرآباد دکن، قیمت ۶ ر،

نوحۂ زندگی، مولوی راشد الخیری صاحب کا ایک جدید افسانہ جسمین پر درد طریقہ سے بیواؤن [...]ت زار کا نقشہ کھینچا گیا ہے، اور عقد ثانی کی خوبیان دکھائی گئی ہین، کاش مرادفات کا استعمال [...] کم کیا جاتا، مصنف کا ہر افسانہ اپنے اندر ایک خاص اثر رکھتا ہے، پتہ: دفتر تمدن مٹیا محل دہلی قیمت ۱۲

جذبات اوج، جناب حافظ محمد یعقوب صاحب اوج گیاوی کے اخلاقی، ادبی، اور طبعی [...]نظمون کا پہلا مجموعہ، حجم ۵۰ صفحے، لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ، پتہ: دفتر صوفی پنڈی بہاؤ الدین [...]گرات، پنجاب، قیمت ۸ ر،

طریف الاقلام، فی نبوت آدم علیہ السلام، اخبارات مین یہ بحث چھڑی تھی کہ حضرت آدمؑ [...]بی تھے یا نہین، جناب مولانا عبد الاول صاحب جونپوری نے آٹھ صفحے کے رسالہ مین "۴۲ کتابون" کے [...] حوالون سے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ نبی تھے، ہمکو اس مسئلہ سے نفیاً یا اثباتاً کوئی بحث نہین ہے لیکن کاش [...] مولانا موصوف یہ اصول تسلیم کرلیتے کہ دلائل کی کمیت مفید نہین بلکہ کیفیت مفید ہوتی ہے، عقاید کا اثبات صرف قرآن مجید اور سنت متواترہ سے ہوتا ہے، عقیدۃ العوام اور نور الظلام وغیرہ سے نہین ورنہ دنیا کا ہر چھپا ہوا صفحہ دلیل و برہان کا کام دیسکتا ہے، صرف پہلا حوالہ البتہ قابل لحاظ ہے بقیہ ۲۳ حوالے محنت رائگان ہے، پہلے حوالہ مین دُرِ منثور سے اپنی مفید مطلب حدیثین جمع کیگئی ہین،

بہتر ہوتا اگر رسالہ کے بقیہ صفحات مین اُنکے اسناد سے بحث کیجاتی، رسالہ مصنف سے شاید مفت مل سکے

نقیب، یہ رسالہ بدایون سے ماہوار شایع ہوتا ہے، اسکے چھ سات پرچے نظر سے گذر چکے ہین، اس رسالہ کا اصلی موضوعِ سخن سنجیدہ لیکن لطیف ظریفانہ عبارت مین ہر قسم کے علمی، اصلاحی اور سیاسی خیالات کا ادا کرنا ہے، ہمکو یہ کہنے مین باک نہین کہ اُسکے اکثر مضامین اس صنف خاص مین بجد کامیاب ہوئے ہین، چونکہ ظرافت پھر ظرافت ہے، اسلئے مضمون نگار اصحاب ستم ظریفی سے جعلی ناموں کے پردہ مین ظاہر ہوتے ہین، تاہم سید محفوظ علی صاحب اور سلطان حیدر صاحب جوش تو اس جعلی جالی مین چھپ نہین سکتے، یہ طرز نگارش ادبیات کی ایک خاص صنف ہے، اور اسکے لئے ایک ملک مین کوئی خاص رسالہ نہ تھا، اگر سائنس وغیرہ چھوڑ کر صرف اسی ایک چیز کو نقیب لیلے تو امید ہے کہ خاطر خواہ کامیاب ہوگا، ٹھوس واقعیت اور لطیف و سیال تخیل پہلو بہ پہلو زیب نہین دیتے، پتہ: دفتر نقیب، بدایون، ضخامت ۴۰ صفحے، قیمت قسم اول للعہ، قسم دوم عہ۸ر،

دستور - شیرکوٹ ضلع بجنور سے ایک اُردو اخبار چند مہینون سے اس نام سے شایع ہونا شروع ہوا ہے، جناب مولوی مظہر الدین صاحب جو اس سے پہلے متعدد اخبارون مین اڈیٹری کے فرائض انجام دیچکے ہین اُسکے اڈیٹر ہین، ہفتہ مین دوبار بڑی تقطیع کے سفید کاغذ پر آٹھ صفحات مین شایع ہوتا ہے، مضامین اور اُنکی ترتیب عمدہ ہوتی ہے، اسلامی جذبات کی تحریک و تشریح مولوی صاحب کے قلم کے خصوصیات مین ہے، لیکن مقالات افتتاحیہ کی محض خطابی انشا پردازی کو اخبارات کیلئے ہم موزون نہین سمجھتے ہین، قیمت چھ روپیہ،

جلد چہارم | نومبر سنہ ۱۹ء صفر سنہ ۳۸ھ | عدد پنجم

مضامین

تصحیح - اکتوبر کے پرچہ مین مضمون تصاویر مین ہاٹ ٹون کے بجائے ہسٹ پڑھئے، شذرات صفحہ ۲۴۴ مین ...ت کے بجائے کاٹھیاوار۔